اسلام اور مسئلہ طلب و رسد

www.KitaboSunnat.com

عنایت اللہ طور

اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

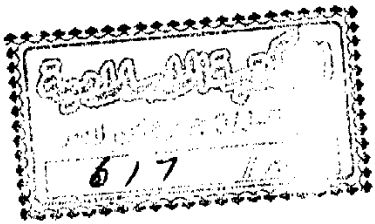

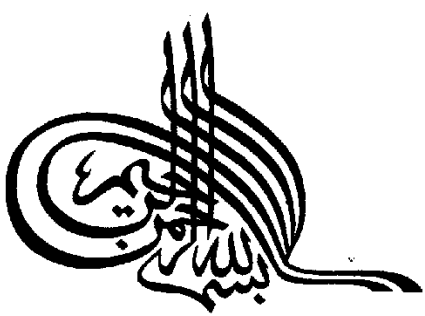

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدہ مرحومہ کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور مسئلہ طلب و رسد

عنایت اللہ طور

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۶۔ کورٹ سٹریٹ، لوئر مال، لاہور (پاکستان) فون: 042-7248676

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : اسلام اور مسئلہ طلب ورسد

مصنف : عنایت اللہ طور

باراول : اکتوبر 2001

تعداد : 1000

قیمت : 30روپے

ناشر : پروفیسر محمد امین جاوید (مینجنگ ڈائریکٹر)

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور (پاکستان)

6-کورٹ سٹریٹ، لوئر مال، لاہور۔فون: 042-7248676

ملنے کا پتہ : عنایت اللہ طور، معرفت عنایت قادر ہسپتال، نزد الملک پٹرول پمپ

ٹانڈہ روڈ، جلالپور جٹاں ضلع گجرات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پہلا باب: اسلام اور فرقہ بندی

(ا) کائنات اور انسان کا باہمی تعلق۔
(ب) آسمانی عذاب کی مختلف صورتیں۔
(ج) فرقہ بندی کا بنیادی سبب۔
(د) فرقہ بندی جہنمی ہونے کی علامت ہے۔
(ر) دین اسلام کیا ہے؟
(س) تین اہم نکتے۔
(ع) نظریہ پاکستان اور ہماری ذمہ داری۔
(ص) مسلم اور غیر مسلم میں بنیادی فرق۔

دوسرا باب: یقینِ آخرت کا اصلی معیار

(ا) ہر مذہب کا تقاضا۔
(ب) جہنم کا ایندھن اکٹھا کرنے والے۔
(ج) مسلمان اور غیر مسلم میں دوسرا فرق۔
(د) ہدایت اور گمراہی کا مستقل قانون۔
(ر) انتہائی خطرناک مرض اور اُس کا علاج۔
(س) دنیا و آخرت کا موازنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب: اسلام کا معاشی نظام

(ا) تقدیر و تدبیر۔
(ب) تقسیم معاش کا مسئلہ۔
(ج) سرمایہ داری نظام۔
(د) اجتماعی ملکیت کا نظام۔
(ر) انسانی کاوشوں کا ماحصل۔
(س) ناکامی کی اصل وجہ۔
(ع) عبادت کے لیے جذبہ محرکہ۔
(ص) یقین آخرت کے تین بنیادی تقاضے۔
(ط) مثالی معاشرہ کے قیام کے لیے تین مخصوص شرائط۔
(ف) وحدتِ انسانیت۔
(ک) مسلمان اور غیر مسلم میں تیسرا فرق۔
(ل) زکوٰۃ اور صدقات میں اُصولی فرق۔
(م) بیت المال کی برکات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

دوسری ہدایت:

آدم وحوا کو پہلی ہدایت اس وقت دی گئی تھی جب انہیں فرشتوں سے سجدہ کرانے کے بعد جنت میں داخل فرمایا گیا تھا اور وہ ہدایت یہ تھی کہ وہ جنت میں ایک مخصوص درخت کا پھل کھانے سے باز رہیں ورنہ وہ اپنے ساتھ سخت زیادتی کریں گے۔ آخر کار وہ اس آزمائش میں پورا نہ اُتر سکے اور جنت میں ہمیشہ رہنے کے لالچ میں آ کر اُنہوں نے اس شجر ممنوعہ کا پھل کھا ہی لیا اس طرح ان سے ہدایت ربانی سے روگردانی ہوگئی۔ اس لیے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ گویا جس عمل کو اُنہوں نے ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کا وسیلہ تصور کیا تھا۔ وہی عمل اُن کے لیے جنت سے اخراج کا باعث بن گیا۔ پھر جب اُنہوں نے سخت ندامت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تلافیٔ مافات کے لیے انہیں ان کی آئندہ نسلوں سمیت ایک اور ہدایت دے دی۔

> ''پس اے بنی آدم! تمہارے پاس میری طرف سے ایک ہدایت آئے گی تو جو لوگ اس کی پیروی کریں گے انہیں خوف وغم سے پاک زندگی ملے گی اور جنہوں نے انکار کی روش اختیار کی اور ہماری آیات کو جھٹلایا۔ وہ آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ جہاں وہ ہمیشہ زندہ رہ کر جلنے کی سزا پاتے رہیں گے۔'' (البقرہ: ۳۸۔۳۹)

آج یوں تو بنی آدم کی اکثریت نے آخرت میں کامیابی کے لیے مختلف تصورات اپنائے ہوئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں اس ہدایت کی پیروی کے لیے تین عوامل کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پاکستان کو بھی موجودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگین سیاسی اور معاشی بحران سے عہدہ برآہ ہونے کیلئے اس بنیادی شرط کو پورا کرنیکی آج جتنی ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔اس کتابچے میں تفصیلات ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔

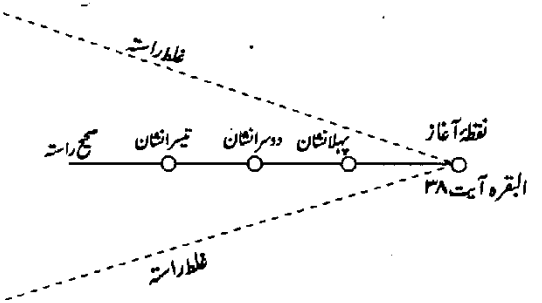

اس کتابچے کا مطالعہ کرنے کے بعد درج بالا خاکے کی خانہ پُری آپ خود کر سکتے ہیں۔

یاد رکھئے ان تین عوامل کو پیش نظر رکھے بغیر نہ تو کتاب وسنت کی پیروی سے مطلوبہ برکات وثمرات ہی حاصل ہو سکتے ہیں اور نہ ہم مسلمان فرقہ بندی سے نکل کر جماعت واحدہ بن سکتے ہیں۔اور نہ تا قیامت ہم اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے مستحق ہو سکتے ہیں اور نہ موجودہ ذلت وپستی سے گلوخلاصی ہو سکتی ہے۔علاوہ ازیں دینِ اسلام کا عملاً بھیانک اور خوفناک نمونہ پیش کر کے اور غیر مسلموں کو اس سے بیزار اور متنفر کر کے ان کی گمراہی کا وبال بھی مسلمانوں پر پڑے گا۔

عنایت اللہ طور

ستمبر 2001ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

اسلام اور فرقہ بندی

کائنات اور انسان کا باہمی تعلق:

اس وسیع و عریض کائنات میں ذرے سے لیکر بڑے سے بڑے سیارے تک ہر چیز ایک سلسلہ قوانین میں جکڑی ہوئی ہے۔ جنہیں قوانین فطرت کہا جاتا ہے اور ہر قانون فطرت اس سلسلے کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک کڑی بھی غائب ہو جائے۔ تو پورے نظامِ عالم میں ایک عظیم فساد رونما ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک قانون یہ ہے کہ دو اجسام کے رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے اب اگر باقی سارے قوانینِ فطرت جوں کے توں موجود رہیں اور اُن میں سے صرف اسی ایک کو ختم کر دیا جائے۔ تو پھر نہ دو جسموں کی رگڑ سے حرارت پیدا ہوگی اور نہ آگ وجود میں آئے گی اور اگر آگ نہیں ہوگی۔ تو ہمارا دنیا میں زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا اسی طرح پانی کے لیے ایک قانون یہ بنایا گیا ہے۔ کہ جب اُسے زمین پر گرایا جائے۔ تو اس کا ایک حصہ زمین میں جذب ہو جائے۔ اب اگر وہ جذب ہونے سے انکار کر دے۔ تو پھر نہ روئے زمین پر کوئی شے پیدا ہوگی اور نہ ہم زمین کھود کر پانی حاصل کر سکیں گے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ ہم دنیا میں زندہ ہی نہیں رہ سکیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر معمولی سے معمولی قانون فطرت بھی بقائے زیست میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پھر یہ تمام قوانین فطرت غیر متبدل اور مستقل ہیں۔ یعنی کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ ان میں ذرہ بھر بھی کوئی ردوبدل کر سکے۔ سوائے خالق کائنات کے جو خود ان کو بنانے والا ہے اور علی کل شی قدیر ہے۔

پس تمام موجوداتِ عالم ہمہ وقت ان قوانین فطرت کی پوری پوری پابندی کر رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ پھر جیسا کہ انسان بھی اس کائنات میں شامل ہے اس لیے اسے بھی انہی قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ اس کا دنیا میں زندہ رہنا ناممکن ہو جائے۔ تاہم اس کی عملی زندگی کے بعض گوشے مثلاً معاشرت۔ معیشت اور سیاست وغیرہ ان قوانین فطرت کی پابندی سے مستثنیٰ رکھ دیئے گئے ہیں۔ ان اُمور کی رہنمائی کے لیے جو قوانین فطرت درکار تھے۔ وہ خالق کائنات نے اپنی طرف سے کچھ پیغمبر بھیج کر اور ان کے ساتھ کتابیں نازل کر کے انسان کے پاس علیحدہ طور سے بھیج دیئے ہیں۔ جنہیں دینی اصطلاح میں شرعی قوانین کہا جاتا ہے۔ یہ قوانین شریعت اگر ایک اعتبار سے قوانین فطرت کے سلسلے کی لازمی اور اہم کڑیاں ہیں تو دوسرے اعتبار سے یہ اخلاقی قدریں بھی ہیں۔ یعنی اگر بنی آدم اپنے معاشرتی۔ معاشی اور سیاسی مسائل وغیرہ میں قوانین شریعت کا پاس کریں گے۔ تو اس طرز عمل سے بیک وقت دو عظیم فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک یہ کہ وہ قوانین فطرت کی پابندی سے دنیا میں کامیاب و کامران رہیں گے اور ان کے یہ تمام مسائل نہایت احسن اور اطمینان بخش طریقے سے حل ہو جائیں گے دوسرا یہ کہ اخلاقی قدروں کی پابندی کرنے سے وہ آخرت میں بھی سرخرو ہو جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر وہ ان قوانین شریعت سے روگردانی کر کے دوسرے طریقے اختیار کریں گے۔ تو دنیا میں قوانین فطرت کی خلاف ورزی سے ناکام و نامراد رہیں گے اور آخرت میں اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کی وجہ سے سخت سزا کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے۔

پس پوری کائنات کا مقصد تخلیق یہ ہے کہ وہ مستقل اور اٹل قوانینِ فطرت کی پابندی کر کے بنی آدم کی بقاء و زیست کے لیے جو سامان درکار ہے وہ انہیں بہم پہنچاتی رہے۔ اس کے برعکس انسان کی پیدائش کی غرض و غایت یہ ہے کہ اس کا امتحان لیا جائے۔ کہ آیا وہ اپنے خالق و مالک کے بھیجے ہوئے ضابطہ حیات کی پابندی کر کے اس کا ایک وفادار اور شکر گزار بندہ بن کر دنیا میں زندگی گزارتا ہے یا وہ اپنی آزادی اور خود مختاری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اُس سے روگردانی کرتا ہے اور اس طرح وہ خود کو نمک حرام اور احسان فراموش ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ پھر آخرت میں ان سب کو دوبارہ پیدا کر کے اور ان کے ایک ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل حساب کر کے بے لاگ عدل وانصاف سے ان کو جزا یا سزا دی جائے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

> ''بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس کی ساری کائنات پر بلاشرکت غیر حکمرانی ہے وہ ہر شے پر قادر ہے اس نے موت وحیات کا سلسلہ اس لیے جاری کیا ہے تا کہ تمہاری جانچ کی جائے کہ تم میں سے کون کون عمل احسن بجالاتا ہے۔ (اور کون اُس سے روگردانی کرتا ہے) اور وہی غالب اور بخشنے والا ہے۔'' (الملک:۲،۱)

پس دین اسلام کی پیروی ہی سب سے اچھا عمل ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور وہ آخرت میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام سے روگردانی کا انجام دنیا و آخرت میں نامرادی و ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے۔ دین اسلام کی تعریف (Definition) آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

آسمانی عذاب کی مختلف صورتیں:

بنی آدم کی تاریخ اور قرآن حکیم دونوں بیک زبان اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ جن جن قوموں نے اپنے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کی تکذیب کی اور ان کی دعوت کو ماننے سے انکار کی روش اختیار کی۔ ان میں سے کوئی قوم بھی ایسی نہیں گزری جو دنیا میں کسی نہ کسی عذاب میں گرفتار ہو کر واصل جہنم نہ ہوئی ہو اور اس عذاب سے صرف وہی لوگ مامون و محفوظ رہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی دعوت پر لبیک کہہ کر آسمانی ہدایت کی پیروی اختیار کر لی تھی جیسا کہ قوم نوح نے جب آسمانی ہدایت سے روگردانی کی تو آخرکار اس پر اوپر اور نیچے دونوں اطراف سے عذاب نازل ہو گیا یعنی ایک طرف آسمان سے لگاتار کئی روز تک موسلا دھار بارش ہونے لگی اور دوسری طرف زمین سے جگہ جگہ پانی کے چشمے ابلنے لگے گویا جو پانی انسان کیلئے سرچشمہ حیات ہے۔ وہی ان کی موت و ہلاکت کا باعث بن گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سیلاب کی تباہ کاریوں سے صرف وہی لوگ بچ سکے تھے۔ جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے اور ان کے ساتھ کشتی پر سوار ہو گئے تھے۔

جب فرعون اور قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ ضد اور تکبر سے ان کی مخالفت اور دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے تو آخر کار ان کے پاؤں کے نیچے سے ایک ایسا عذاب نمودار ہوا جو ان کی ہلاکت کا باعث بن گیا۔ یعنی فرعون اور اُس کے لشکر کو ایک گہرے دریا کے بیچ لا کر غرق کر دیا گیا اس کے بعد قارون نے جب آسمانی ہدایت سے روگردانی کی تو زمین پھٹ پڑی اور وہ اپنے بیش بہا خزانوں اور محلوں سمیت زمین کی گہرائیوں میں دھنس کر نیست و نابود کر دیا گیا۔

صالح اور شعیب علیہم السلام جن قوموں کی رہنمائی کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے تو ان کی بات مان لی اور گمراہی سے باز آ کر سیدھی راہ اختیار کر لی۔ مگر ان کی اکثریت نے اپنے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کی اندھی تقلید میں ان کو پاگل اور مجنوں قرار دے کر ان کی دعوت کا تمسخر اُڑایا۔ تو اُن پر بھی اچانک پاؤں کے نیچے سے عذاب آ گیا۔ یعنی وہ دونوں قومیں ایک شدید زلزلے سے آناً فاناً ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گئیں۔

اسی طرح ھود اور لوط علیہم السلام کی قوموں نے جب آسمانی ہدایت کو بکواس اور دیوانے کی بڑ سمجھ کر اسے قابل توجہ خیال نہ کیا۔ تو ان پر اوپر سے عذاب نازل ہو گیا۔ یعنی قوم شعیب ایک زوردار آندھی اور شدید طوفان کی لپیٹ میں آ کر تباہ کر دی گئی اور قوم لوط پر پتھروں کی بارش برسا کر انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا۔

آسمانی عذاب کی تیسری صورت:

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام رسولوں اور نبیوںؑ کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں اور جو تا قیام قیامت ساری نوعِ انسانی کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو مابعد رسالت گمراہ ہونے والوں اور دعوتِ اسلام کو ٹھکرانے والوں کا کیا انجام ہوگا۔ جس سے بآسانی معلوم کیا جا سکے کہ کون لوگ راہ راست پر ہیں اور کون لوگ گمراہیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ اس اہم ترین سوال کا قرآن حکیم کی درج ذیل آیت میں نہایت اطمینان بخش جواب یہ دیا گیا ہے کہ

''اے پیغمبر! ان سے کہو۔ کہ اللہ کو یہ قدرت ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے عذاب لے آئے یا تمہارے پاؤں تلے سے کوئی عذاب نکال کھڑا کرے اور یا تم کو گروہ گروہ کر کے ایک دوسرے سے ٹکرا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ لڑا کر اسلام سے روگردانی کا تمہیں مزہ چکھاوے۔ دیکھو ہم اپنی آیات کو کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ تا کہ انہیں ہدایت اور گمراہی کا فرق بآسانی معلوم ہو جائے۔'' (الانعام:۶۵)

یہاں دو نکتے غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ اگر مابعد رسالت بھی دعوتِ اسلام کو ٹھکرانے والوں کا وہی انجام ہوتا۔ جو گزشتہ گمراہ اقوام کا ہوا تھا یعنی اُنہیں اوپر سے یا نیچے سے عذاب نازل کر کے فوراً ہلاک کر دیا جاتا تو وہ لوگ جنہیں اُن کے واسطے سے دنیا میں پیدا ہونا تھا۔ وہ وجود میں آنے سے رہ جاتے۔ دوسرا یہ کہ پہلی گمراہ اقوام کو عذاب کے آثار نظر آنے کے بعد توبہ کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا تھا۔ مگر فرقہ بندی کے عذاب کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ جب بھی کسی شخص کو اپنی گمراہی کا احساس و شعور ہو جائے وہ فوراً توبہ کر کے راہ راست اختیار کر سکتا ہے۔ پس فرقہ بندی ایک ایسا طرزِ عمل ہے۔ جس کی بنیادوں میں ٹائم بم رکھ دیا گیا ہے۔ جس سے اگرچہ فوری ہلاکت کا خطرہ نہیں ہوتا۔ البتہ انسانیت فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر اپنے ہاتھوں ایک دوسرے کی ہلاکت کا سامان تیار کرتی رہتی ہے۔ تاوقتیکہ وہ دین اسلام اختیار کر کے سیدھی راہ پر نہ آجائے۔

فرقہ بندی کا بنیادی سبب:

جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو جائے گا کہ دین اسلام سے روگردانی کی اصل وجہ انسان کا ذاتی مفاد ہوتی ہے۔ یعنی ذاتی مفاد کی کشش اور محبت ہی اُس کے لیے دین اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیروی میں مانع ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ ذاتی مفادر فتہ رفتہ ترقی کر کے گروہی مفاد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جسے ہم قومی و ملکی مفاد بھی کر سکتے ہیں یہی وہ بنیاد ہے جس سے پوری انسانیت قرقوں اور ملکوں میں تقسیم ہو کر حد بندیاں کھڑی کر لیتی ہے۔ پھر جیسا کہ ہر ملک و قوم کے مفادات ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں یعنی کوئی ایک ملک بھی اپنا مفاد حاصل نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ وہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے اس لیے ہر ملک مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے قومی مفادات کی حفاظت کے لیے فوج اور دفاع کا بندوبست کرے۔ پھر توازن طاقت (Balance of Power) کو برقرار رکھنے کے لیے ان سب کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے زیادہ سے زیادہ انسانی اور مادی وسائل اپنے اپنے دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے وقف کر دیں اور زیادہ سے زیادہ مہلک اور خطرناک آلاتِ جنگ کا ذخیرہ کر لیں۔ اس طرح نہ صرف بے پناہ انسانی اور مادی وسائل ضائع ہونے لگتے ہیں بلکہ اس بین الاقوامی اندھی مسابقت کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے یا نکلنا چاہیے کہ قومی و ملکی مفادات کی مقدس گائے کی حفاظت کے نام پر پوری انسانیت کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے اور بس۔ آج کے بنی آدم کی کیفیت اس نادان آدمی کی سی ہے جو کسی اونچے درخت کی شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹنے میں مصروف ہے۔

ساری کائنات کا دین اسلام ہے:

اس کے برعکس کائنات کی تمام اشیاء نہ تو ذاتی مفادات کے لیے کام کرتی ہیں نہ کسی مخصوص ملک یا قوم کے مفادات کے لیے بلکہ وہ سب یعنی سورج چاند ستارے، ہوا، پانی، آگ اور مٹی وغیرہ نوع انسانی کے کلی مفاد کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں۔ پھر اسلام چونکہ دین فطرت ہے۔ اس لیے اس کی بنیاد بھی ذاتی یا قومی مفادات کی بجائے انسانیت کے کلی مفاد پر رکھی گئی ہے یعنی ہر وہ شخص جو دین اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ وہ اپنی پہلی روش کو یکسر بدل کر پوری انسانیت کے مفاد کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اور اس کی اصل کوشش یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی یا غفلت نہ کرے اس کے نتیجے میں بالواسطہ طور پر اُسے اپنے حقوق خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جب سارے انسان ایک ہی چیز یعنی کل انسانیت کی بھلائی کو مقصود بنا کر دوڑ دھوپ اور جدوجہد کرتے ہیں تو وحدتِ مقصود کے لازمی اور منطقی نتیجے میں اُن سب کے اندر خود بخود وحدت اور یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے اور فرقہ بندی کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں درج ذیل آیت میں موجودات عالم کا مشاہدہ کر کے اُن سے رہنمائی لینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

> ''کیا وہ اللہ کے بھیجے ہوئے دین کو چھوڑ کر کسی اور طریقے کی تلاش میں ہیں حالانکہ زمین و آسمان کے اندر جتنی بھی موجودات ہیں۔ سب کی سب خوشی سے یا نخوشی سے اللہ کی ہدایت کی پیروی کر رہی ہیں اور وہ سب حساب کتاب کے لیے اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' (آل عمران ۸۳)

پس ہم دیکھتے ہیں کہ زمین۔ سورج اور چاند سمیت اربوں کھربوں سیارے اُسی راہ پر چل رہے ہیں۔ جو راہ اُن کے لیے طے کی گئی ہے اور اُسی رفتار سے رواں دواں ہیں۔ جو اُن کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ اب بغرض محال اُن میں سے صرف ایک سیارہ مثلاً زمین جو اپنے محور کے گرد قریباً ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے۔ یکا یک گردش سے انکار کر دیتی ہے تو اس ذرا سی تبدیلی سے نہ صرف سب موجودات عالم کی کارکردگی صفر ہو کر رہ جائے گی۔ بلکہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آدھا کرۂ ارض ہمہ وقت سورج کے سامنے رہے گا اور اس پر موجود ہر شے جل کر راکھ ہو جائے گی اور دوسرا آدھا حصہ ہمہ وقت تاریکی میں رہے گا اور اُس پر موجود ہر شے شدید سردی سے ختم ہو جائے گی۔ گویا پورا عالم ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ پھر انسان چونکہ اسی کائنات کا ایک حصہ ہے اگر وہ اپنے معاشرتی۔ معاشی اور سیاسی معاملات وغیرہ کو طے کرتے وقت آسمانی ہدایت سے روگردانی کرے گا تو کیا اس سے نظام عالم میں فساد پیدا نہ ہوگا؟ دور نہ جائیے ہمارے کسانوں نے بار بار تجربہ کر کے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون فطرت معلوم کرلیا ہے کہ گندم کی بوائی کا موزوں وقت نومبر اور دسمبر میں ہوتا ہے اور دھان کاشت کرنے کے لیے موزوں موسم جون اور جولائی کے دو مہینے ہوتے ہیں پس جب وہ زراعتی مسائل میں ہمہ وقت اس قانونِ فطرت کو مدنظر رکھ کر کوشش کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کی محنتوں کو بارآور کرتا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ صرف ایک سال کے لیے ان قوانینِ فطرت کی خلاف ورزی کرنے کا تہیہ کرلیں۔ یعنی دھان کے موسم میں گندم بودیں اور گندم کے موسم میں دھان کاشت کردیں تو اُن کی اس ذرا سی غلطی کا نتیجہ یہ برآمد ہوگا۔ کہ یہی دن، رات، ہوا، پانی، مٹی اور کھاد وغیرہ ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گی۔ پھر نہ صرف اُن کی سال بھر کی محنت ہی ضائع ہوگی۔ بلکہ غلہ اور چاول کی فصل برباد ہو جانے سے ملک کی کم از کم آدھی آبادی ضرور فاقہ کشی اور بھوک سے ہلاک ہو جائے گی اسی طرح اگر ہم اپنے معاشرتی و معاشی اور دیگر معاملات میں آسمانی دین سے روگردانی کریں گے اور اُس کے نتیجے میں ساری انسانی صلاحیتیں اور مادی وسائل انسان کی خدمت سے منہ موڑ کر اُلٹا اُس کی ہلاکت و بربادی کے درپے ہو جائیں۔ تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ انسانی صلاحیتیں اور مادی وسائل پھر سے انسان کی خدمت اور بھلائی کے لیے وقف ہو جائیں۔ تو ہمیں لازماً موجودہ روش کو چھوڑ کر دین اسلام کی پیروی کا پختہ ارادہ کرلینا چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

> ''پس تو ہر باطل سے جدا ہو کر دین اسلام کو اختیار کرلے۔ جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اللہ کے قوانین کبھی نہیں بدلتے لہٰذا یہ مستقل دین ہے۔ مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔''
>
> (الروم:۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی فرقے کیونکر وجود میں آتے ہیں:

ہر مذہب دراصل اسلام کی ایک بگڑی ہوئی اور مسخ شدہ صورت ہوتی ہے جو چند ایک ظاہری رسوم ورواج کا مجموعہ ہوتی ہے اور جن کو عملی زندگی کے ٹھوس مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ ان رسوم ورواج کی پابندی کر کے عام آدمی اس خود فریبی یا خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ آخرت میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ پھر کچھ ہوشیار اور چالاک قسم کے مذہبی رہنما پہلے سے موجود عقائد یا رسوم ورواج میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے ایک نیا فرقہ پیدا کر لیتے ہیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ مذہبی فرقوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے۔ پھر مذہبی رہنماؤں کے آپس کے بحث ومباحثے اور آئے روز کے مناظرے وغیرہ اُن کے عزت و وقار میں بھی اضافہ کرتے ہیں اور اُن کی دال روٹی کا بھی بندوبست ہو جاتا ہے۔ پھر سیاسی اور مذہبی رہنما آپس میں ایک خاموش سمجھوتا کر لیتے ہیں۔ یعنی سیاسی میدان پر سیاسی لیڈروں کا قبضہ ہو جاتا ہے اور مذہبی معاملات میں مذہبی پیشواؤں کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے اس طرح دین کے ٹکڑے کر کے وہ آپس میں بانٹ لیتے ہیں جس کے نتیجے میں نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم کے بمصداق عوام الناس کی دنیا بھی خراب اور آخرت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ جب دین فطرت کو چھوڑ کر اپنے مذہبی اور سیاسی لیڈروں کے بنائے ہوئے باطل طریقوں کی پیروی کرتے ہیں تو وہ انہیں عملاً اللہ تعالیٰ کی حکمرانی میں شریک کر لیتے ہیں اور شرک ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی معافی یا رعایت ہے ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں کئی بار تنبیہہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے گنہگاروں کو تو بخش دے گا۔ مگر مشرکین کی بخشش کا قطعاً کوئی امکان ہی نہیں۔ پس دین اسلام کی روگردانی سے دنیا میں کم سے کم جو عذاب بتایا گیا ہے وہ فرقہ بندی کا عذاب ہے اور آخرت میں اس شرک کے جرم کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کو ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اسی وجہ سے ہمیں درج ذیل آیات میں دین اسلام سے روگردانی سے ممانعت فرمائی گئی ہے تاکہ ہم دنیا وآخرت دونوں جگہ خسارے سے محفوظ رہ سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَاتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

''اور تم ان لوگوں کی طرح مشرکین میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی گروہوں میں بٹ گئے پھر ہر گروہ کو یہ جھوٹ اطمینان ہو جاتا ہے کہ صرف وہی برسر حق ہے''

(الروم ۳۱۔۳۲)

فرقہ بندی جہنمی ہونے کی علامت ہے:

پس دین اسلام میں تبدیلی کر دینے سے یا اس کی بجائے کسی دین باطل کی پیروی کے نتیجے میں دو طرح کے عذابوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے ایک اسی زندگی میں فرقہ بندی کا عذاب جو قانون فطرت یا دین فطرت کی خلاف ورزی کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرا آخرت میں جہنم کی آگ میں دائمی جلتے رہنے کا عذاب جو اللہ تعالیٰ کی حکمرانی میں دوسری ہستیوں کو شریک کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ دنیا کے عذاب کو ادنیٰ درجے کا عذاب قرار دیا گیا ہے جو دراصل آخرت میں جہنمی ہونے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

''اور ہم انہیں آخرت میں بڑے عذاب میں مبتلا کرنے سے پہلے اسی دنیا میں ادنیٰ درجے کے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کر کے راہ راست کی طرف لوٹ آئیں۔'' (السجدہ:۲۱)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

''لوگوں کے غلط طرز عمل کے نتیجے میں خشکی و تری میں فساد عظیم پھیل گیا ہے یہ ان کے غلط عمل کی صرف تھوڑی سی سزا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سبق حاصل کر کے بڑی سزا سے بچ سکیں۔" (الروم:۴۱)

دین اسلام کیا ہے:

یہاں تک ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ دین اسلام دین فطرت ہے اور دوسری کائنات کی طرح انسانیت کے کلی مفاد کا نقیب ہے مگر اصل سوال باقی ہے وہ یہ کہ دین اسلام ہے کیا اور قرآن حکیم میں اس کی کیا تعریف (Defination) بیان فرمائی گئی ہے۔ تاکہ ہم اس کی پیروی کر کے دنیا میں فرقہ بندی کے عذاب سے نکل کر نہ صرف جماعت واحدہ بن سکیں بلکہ آخرت میں جہنم کی آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہونے کے مستحق بھی قرار پا سکیں۔

قرآن حکیم میں دین اسلام کو دو باتوں پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ ایک اقامتِ صلوٰۃ اور دوسری ایتائے زکوٰۃ یعنی اگر ہم ان دو باتوں کو اپنا نصب العین بنالیں۔ تو ہم مذہبی فرقوں کے جال سے نکل کر بآسانی جماعت واحدہ بن سکتے ہیں باقی رہا یہ مسئلہ کہ ایک انسان کو ذاتی و قومی مفادات کے شکنجے سے نکال کر کس طرح اُسے انسانیت کے کلی مفادات کی طرف راغب کیا جائے۔ اس بارے میں دوسرے باب میں گفتگو کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے تقاضے پورے کرنے کے لیے جن تین شرائط کی پابندی لازم قرار دی گئی ہے اس بارے میں تیسرے باب میں گفتگو کی جائے گی۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہمارے پاس اس دعوے کی دلیل کیا ہے۔

یوں تو اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کو دین اسلام قرار دینے کے لیے قرآن حکیم میں متعدد واضح دلائل دیئے گئے ہیں مگر ان سطور میں خوف طوالت سے ہم ان میں سے صرف چند ایک کے بیان پر ہی اکتفا کریں گے۔

پہلی دلیل:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہر باطل سے جدا ہو کر خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کریں اور صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یہی مستقل اور سیدھا دین ہے۔'' (البینہ:۵)

ان آیات میں صاف بتایا گیا ہے کہ جب تک ہم اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا التزام نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری عبادت و بندگی شرک سے پاک نہیں ہو سکتی اور ظاہر ہے ایسی عبادت جس میں شرک کا زہر ملا ہوا ہو۔ وہ آدمی کو جنت کی بجائے جہنم میں لے جاتی ہے۔ یعنی جہاں اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کی روشنی نہیں ہوگی۔ وہاں شرک کی تاریکی مسلط ہو جائے گی اور شرک کرنے کا انجام جہنم کی آگ میں اور ڈالے جانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

دوسری دلیل:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

''کیا تم نے انہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ جب تک اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ پر پوری طرح عمل پیرا نہ ہو جاؤ۔ اس وقت تک اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ پھر جب انہیں قتال کا حکم دیا گیا۔ تو اُن میں سے بعض آدمی لوگوں سے ایسے ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے بلکہ اس سے بھی زائد اور بولے اے ہمارے رب تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا۔ ہمیں تھوڑی مدت اور جینے دیا ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم فرمادو۔ کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لیے آخرت کی زندگی بدرجہا بہتر ہے اور تمہاری ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔" (النساء:۷۷)

جیسا کہ قرآن حکیم میں متعدد احکامات دیئے گئے ہیں اس لیے سب سے پہلے اس امر کا فیصلہ ہونا لازمی تھا کہ اُن کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ابتداء میں کس عمل کو دوسروں پر ترجیح دی جائے۔ تاکہ مسلمانوں میں ہمہ وقت یکجہتی اور وحدت کی فضا برقرار رہے اس لیے اس مقام پر اس اہم مسئلے پر روشنی ڈال کر ہمارے سامنے وہ ترتیب یا ترکیب رکھ دی گئی ہے۔ جس کی رہنمائی میں ہمارے لیے قرآن حکیم پر صحیح طریقے سے عمل کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے نقطۂ آغاز کے طور پر ہمیں پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے ملک میں اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا التزام کرنا ہوگا۔ پھر جب اس شجر طیبہ کے برکات وثمرات ظاہر ہوں گے۔ تو یقیناً یہ بات دوسرے لوگوں کے لیے کشش اور دلچسپی کا باعث ہوگی۔ خصوصاً جو لوگ باطل اور غیر فطری نظام حیات کے ڈسے ہوئے ہوں گے۔ وہ اسلام کو اپنا نجات دھندہ سمجھ کر اس کی پناہ میں آنے کو ترجیح دیں گے۔ مگر مراعات یافتہ طبقے کی اکثریت اس راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرے گی اس لیے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے یعنی پہلے اقامت دین پھر جہاد وقتال۔

تیسری دلیل:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ، هُوَ مَوْلٰكُمْ ج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے اس نے تمہیں چن لیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے اللہ نے اگلی کتابوں میں بھی اور اس کتاب میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ تاکہ رسول تم پر حق کی شہادت دے اور تم دوسرے لوگوں پر دین اسلام کا حق ہونا ثابت کردو۔ پس تم! اس مقصد کے لیے صلوٰۃ قائم کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔ (الحج:۷۸)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات طیبہ میں ایک مخصوص خطے میں دین اسلام کا عملی نمونہ دکھا کر دنیا سے رخصت ہو جانا تھا۔ اس لیے تا قیام قیامت پوری انسانیت پر حق باطل کا فرق واضح کرنے کیلئے یہ ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی گئی تھی کہ وہ مابعد رسالت اس اہم ترین فریضے سے ہرگز غافل نہ ہوں۔ بلکہ وہ ہمہ وقت نہ صرف اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے طریقے پر عمل پیرا رہیں۔ ورنہ بروز محشر نہ صرف اُنہیں اپنی گمراہی کا حساب دینا ہوگا بلکہ غیر مسلموں کی گمراہی کا وبال بھی اُن پر آجائے گا۔ اس لیے اس آیت مبارکہ میں سارے مسلمانوں کو اس بھاری ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پس ہم اُس وقت تک شہادت حق کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے جب تک کم از کم اپنے ملک میں اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا پوری طرح التزام نہ کرلیں۔

چوتھی دلیل :

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○

''بے شک اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ جو اس کے دین کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد کرے گا۔ بیشک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ہم زمین پر اقتدار دیں۔ تو صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں۔" (الحج: ۴۰۔۴۱)

پانچویں دلیل :

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ۚ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝

"اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسن دو۔ تو بیشک میں تمہاری کوتاہیاں معاف کردوں گا۔ اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ پھر اس کے بعد جو تم میں سے انکار کی روش اختیار کرے۔ تو وہ سیدھی راہ سے بہک گیا۔" (المائدہ: ۱۲)

چھٹی دلیل :

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

"بے شک تمہارے ولی اور دوست اللہ اور اُس کے رسول ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ایمان والے بھی جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسول اور ایسے مسلمانوں کو دوست بنائے۔ تو بے شک یہی اللہ کا گروہ ہے اور یہی گروہ غالب رہنے والا ہے۔" (المائدہ:۵۶۔۵۵)

تین اہم نکات:

۱۔ اقامتِ صلوٰۃ ایتائے زکوٰۃ کیلئے حکومت کا وجود لازم ہے:

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ کہ بس انفرادی اعتبار سے نماز پڑھ لینے اور صاحب نصاب حضرات کے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنے سے اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دلیل نمبر۴ میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ جب تک وہ کسی خطے میں اپنی حکومت قائم نہ کر لیں اور ان دو احکام پر اجتماعی طریقے سے عمل پیرا نہ ہو جائیں۔ اُس وقت تک نہ تو اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا فریضہ سرانجام دیا جا سکتا ہے اور نہ ان کے ثمرات و برکات ہی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

۲۔ اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں:

بعض لوگ اپنے خود ساختہ معیار سے کچھ ممتاز ہستیوں کو اولیاء اللہ اور انعام یافتہ قرار دے کر اور انکی خدمت میں کچھ نذرانے وغیرہ پیش کر کے یقین کر لیتے ہیں کہ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیں گے۔ حالانکہ دلیل نمبر۶ میں اولیاء اللہ صرف اُن لوگوں کو قرار دیا گیا ہے۔ جو زمین پر اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا نظام برپا کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور جو لوگ اللہ و رسول کا قرب حاصل کرنے کے متمنی ہوں انہیں ایسی جماعت میں شامل ہو کر اُن کی نصرت و تائید کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کا حامی و ناصر ہے:

جس طرح ایک تجربہ کار اور عقلمند کسان اپنی زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے موسموں کی مناسبت کے علاوہ ان تمام قوانین فطرت سے کام لیتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو زراعت میں کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید بھی اُس کے شامل حال رہتی ہے۔ اور مٹی۔ ہوا۔ پانی۔ کھاد کے علاوہ سورج۔ چاند۔ ستارے اور دن رات وغیرہ ساری کائنات اس کی خدمت پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح آخری چار دلائل میں ہمیں مسلسل آگاہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیابی کے خواہشمند ہوں اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ تو اس مقصد کے لیے اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا التزام کرنا ہوگا۔ گویا صرف اسی طریقے سے ہم قوانین فطرت کی خلاف ورزی سے بھی بچ سکتے ہیں اور ذاتی یا قومی مفادات کی بجائے انسانیت کے کلی مفاد کو پیش نظر رکھ کر ساری کائنات کے ساتھ ہم آہنگی اور مطابقت بھی پیدا کر سکتے ہیں اور فرقہ بندی کے عذاب سے نکل کر ساری انسانیت کو ایک واحد اور اعلیٰ ترین نصب العین پر جمع بھی کر سکتے ہیں تاکہ ساری کی ساری انسانی صلاحیتوں اور دستیاب مادی وسائل کو نہ صرف سو فیصدی مثبت اور تعمیری کاموں کے لیے وقف کیا جا سکے بلکہ حاصل پیداوار کو نہایت منصفانہ طریقے سے سارے انسانوں میں تقسیم کر کے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تکمیل بھی کی جا سکے۔

نظریہ پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں:

یوں تو بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارے اوپر یہ عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پہلے ہم خود دین اسلام پر عمل پیرا ہوں۔ پھر اس کا بابرکت نمونہ پیش کر کے اور دوسرے لوگوں کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر انہیں راہ راست اختیار کرنے کی دعوت دیں۔ مگر پاکستان چونکہ دنیا بھر میں وہ واحد مملکت ہے جو صرف اور صرف اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی اس لیے دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت ہماری یہ ذمہ داری اور بھی زیادہ ہے۔ بلکہ دوہری حیثیت رکھتی ہے۔ اوّل مسلمان ہونے کے ناطے سے اور دوم پاکستانی ہونے کی وجہ سے۔

پس اگر ہم شروع دن سے پاکستان میں اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنے پر کمربستہ ہو جاتے تو اب تک یقیناً صرف پاکستان ہی کی نہیں بلکہ دنیا بھر کی کایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلٹ ہو چکی ہوتی۔ مگر ہم نے دانستہ یا نادانستہ بالکل اُلٹ روش اختیار کر لی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج ہم دوسروں کی نسبت نہ صرف زیادہ فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں بلکہ اندرونی اور بیرونی قرضوں کے بھاری انبار تلے دب کر ایک ایسی بند گلی میں آ گئے ہیں جس سے نکلنے کی ہمیں کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی گویا ہماری کیفیت بعینہٖ اُس پاگل کسان کی سی ہے۔ جس کے پاس زمین بھی زرخیز ہو اور پانی بھی وافر ہو مگر اُس نے یہ ٹھان رکھا ہو۔ کہ نتیجہ خواہ کچھ بھی نکلے۔ مگر وہ گندم مئی جون میں بویا کرے گا اور دھان نومبر دسمبر میں۔ پھر جب گندم کی فصل پروان چڑھے نہ دھان کی کاشت سے کچھ حاصل ہو۔ تو وہ مسلسل دوسروں سے قرض لے لے کر اپنا یہ شوق پورا کرتا ہے آخر کار نوبت یہاں تک آ جائے۔ کہ وہ پچھلے قرضے اُتارنے کیلئے اپنی زمین اور گھر بار قرقی کرانے پر مجبور ہو گیا ہو۔!

مسلم اور غیر مسلم میں بنیادی فرق

مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جو بنیادی فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان وہ ہوتے ہیں جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور غیر مسلم اس سے انکار کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اقرار دراصل ایک بیعت ہے۔ جو ہم اللہ و رسول کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جان و مال جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے یہ سب کچھ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ہم نے وقف کر دیا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں داخل کرنے کی بشارت دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

"بیشک اللہ نے مومنین سے اُن کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔" (التوبہ:111)

التحیات للّٰہِ و الصلوٰۃ الطیبات ہی وہ عہد ہے جس کی ہمیں رہ نماز میں بار بار یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ التحیات للہ والصلوٰت والطیبات۔ یعنی میری زبان، میری دوڑ دھوپ جسم اور مال سب اللہ کے دین کے لیے وقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یعنی اقامت صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ اس میں ہم نے اللہ سے جو عہد کیا ہے۔ ہمہ وقت اس کے تقاضے پورے کرنے میں لگے رہیں۔ تب ہماری صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول ہو سکتی ہے ورنہ نہیں پس اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں سربلند کرنے کے لیے ہم اپنے جان و مال سے جو سعی و کاوش کرتے ہیں یہی ہماری صلوٰۃ کی روح ہے۔ اگر ہماری صلوٰۃ پنجگانہ میں یہ روح موجود نہیں۔ تو وہ ایک بے جان لاش ہے۔ پھر ظاہر ہے لاش کیسی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو۔ اسے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جسم اُسی وقت تک قدر و قیمت رکھتا ہے۔ جب تک اُس میں جان موجود ہو۔ یہی بات قرآن حکیم میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان الفاظ میں کہلوائی گئی ہے۔

> ''اے نبی! تم فرماؤ۔ بیشک میری صلوٰۃ اور میری قربانی۔ میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ کے دین کیلئے وقف ہے۔ وہ جو رب العالمین ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ اور میں سب سے پہلے اُس کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہوں۔'' (الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

اس کے مقابلے میں ایک غیر مسلم جیسا کہ کہ اس قسم کی پابندی قبول نہیں کرتا اور اپنے جان و مال کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق صرف کرنا چاہتا ہے اس لیے وہ اس قسم کے عہد سے گریز کرتا ہے۔ گویا وہ مادر پدر آزادی کے لیے ہر سزا بھگتنے کو تیار ہوتا ہے۔

لوگ مرغیاں اس لیے پالتے ہیں کہ اُن سے انڈے اور گوشت حاصل کریں پس جو مرغی اس مقصد کو پورا کرے۔ وہ اپنے جسم و جان کو صحیح طریقے سے استعمال میں لاتی ہے۔ اس کے برعکس جو مرغی ذبح کیے بغیر مر جائے اور گوشت کے کام نہ آئے۔ اُسے حرام موت قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو انسان اپنے جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے قربان کرتا ہے۔ وہ گویا اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو صحیح مصرف میں لاتا ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے وہ اپنا سب کچھ ضائع کر دیتا ہے۔ اور اس سنگین جرم کے بدلے سخت سزا کا مستوجب قرار پاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے ایک مسلم اور غیر مسلم میں بنیادی اور پہلا فرق۔ مسلم اور غیر مسلم میں دوسرا فرق دوسرے باب میں سامنے آئے گا اور تیسرا فرق تیسرے باب میں بیان کیا جائے گا۔

پس قرآن حکیم میں دین میں تبدیلی سے باز رہنے اور اس طرح گروہوں میں تقسیم ہو کر مشرکین کے وطیرے سے بچنے کا جو واحد علاج بتایا گیا ہے۔ وہ اقامت صلوٰۃ ہے۔ یعنی اگر ہم صحیح طریقے سے صلوٰۃ قائم کریں گے اور سب کے سب مسلمان دین اسلام کی سربلندی کو اپنا نصب العین بنائیں گے تو پھر ہم خود بخود جماعت واحدہ بن کر رہیں گے۔ قرآن حکیم میں اقامتِ الصلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا ستائیس بار یک وقت حکم دیا گیا ہے۔ گویا یہ دونوں ایک دوسرے کا جزو لاینفک ہیں۔ اس لیے اگر کسی مقام پر اقامتِ الصلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا الگ الگ بھی حکم دیا گیا ہے۔ تو خود بخود سمجھ لینا چاہیے۔ کہ اس کا دوسرا جوڑا بھی اس میں شامل ہے۔

خلاصہ مباحث:

آج ہم مسلمان بھی غیر مسلموں کی طرح اس لیے مذہبی فرقوں اور درجنوں ممالک میں تقسیم ہو گئے ہیں کہ ایک طرف ہم موجودات عالم کے برعکس ذاتی۔ گروہی اور ملکی مفادات کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں اور دوسری طرف اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے اہم ترین فریضے کو پس پشت ڈال کر ذیلی اور ضمنی باتوں کو زیادہ اہمیت اور ترجیح دیتے ہیں لہٰذا وقت کا شدید تقاضا ہے کہ ذاتی گروہی اور ملکی مفادات سے بالاتر ہو کر نہ صرف انسانیت کے کلی مفاد کو اپنا نصب العین بنائیں۔ بلکہ اس مقصد کے لیے اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے نظام کو بالفعل وجود میں لانے کیلئے جماعتِ واحدہ بن کر سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

آپ جس مسلک کو صحیح تصور کرتے ہیں اس کے مطابق ضرور نماز ادا کرتے ہیں مگر طریقے میں فرق کو تفریق کا باعث نہیں بنانا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

یقین آخرت کا اصلی معیار

ہر مذہب کا تقاضا:

دنیا بھر میں جتنے بھی اہل مذاہب (یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ اور مسلم) وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اُن سب میں یہ قدر مشترک پائی جاتی ہے۔ کہ وہ سب آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو کسی ایک مذہب کو اختیار کرتا ہے۔ اُس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہی مذہب آخرت کی زندگی میں اُس کا نجات دہندہ ثابت ہوسکتا ہے مگر ان کی اکثریت کے ایمان میں عموماً خرابی یا خامی یہ ہوتی ہے کہ وہ آخرت کی زندگی پر دنیا کو ترجیح دیتی ہے۔ یعنی ان میں سے اکثر لوگ اپنی آخرت کی کامیابی کے لیے سنجیدگی سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ چند ظاہری رسوم و رواج کو ادا کر کے وہ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ باتیں اُن کی آخرت میں کامیابی کے لیے کافی ہیں۔ اُن کا اصل مطمع نظر دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ جس کی کامیابی کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔ اور اپنی ساری ذہنی و جسمانی صلاحیتیں اُس کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔

اُن سب کے مقابلے میں دین اسلام کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس کے ماننے والے بہرصورت اور بہرحال اپنی اخروی کامیابی کو دنیوی مفادات پر ترجیح دیں اور وہ ہمہ وقت ایک ہی نصب العین یا گوہر مقصود پر زاویہ نگاہ کو مرکوز کیے رکھیں اور وہ نصب العین یا گوہر مقصود آخرت کی کامیابی ہو۔ کیونکہ دین اسلام کی رو سے دنیا دار العمل ہے اور آخرت نتیجہ گاہ دنیا کی زندگی عارضی اور ناپائیدار ہے اور آخرت کی زندگی مستقل اور دائمی ہے۔ دنیا کی زندگی ہیچ اور حقیر شے ہے اور آخرت کی زندگی نہایت اعلیٰ اور عمدہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ، وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (الانعام : ۳۲)

''اور دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر بلاشبہ اُن کے لیے بہتر ہے جو ایمان وتقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں۔ اگر تم عقل سے کام لو گے تو پھر اس حقیقت کو تسلیم کرلو گے۔''

اسی بات کو تھوڑی سی لفظی تبدیلی کر کے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

''اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کود سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے ایک اعلیٰ زندگی کی ضمانت دیتا ہے جنھیں اس امر کا شعور حاصل ہو جائے۔'' (العنکبوت:۶۴)

جہنم کا ایندھن اکٹھا کرنے والے:

دنیا میں جو مال ومتاع کسی کے ہاتھ لگتا ہے بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ یہ اُس کی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہے۔ مگر حقیقت کچھ اور ہوتی ہے، وہ یہ کہ دنیا میں جو کچھ کسی کے حصے میں آتا ہے۔ چاہے وہ کامیابی ہو یا ناکامی۔ یہ اُس کے لیے پہلے سے مقدر کر دی گئی ہے اور بندہ چاہے کیسی ہی کوشش کیوں نہ کرلے۔ مگر نتیجہ اس کے اختیار میں نہیں بلکہ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔

''اللہ لوگوں کے لیے رحمت کا جو دروازہ کھول دے اُسے کوئی بند نہیں کرسکتا اور جو بند کر دے اُسے کوئی کھول نہیں سکتا۔'' (فاطر:۲۰)

دنیا پرست آدمی کی حماقت یہ ہوتی ہے کہ ایک تو وہ اس چیز کے لیے کوشش کرتا ہے۔ جو اسے بہر صورت مل کر رہتی ہے۔ اور دوسرے وہ اپنے خالق و مالک سے سرکشی اور بغاوت کر کے خود کو جہنم کی آگ کا مستحق ٹھہراتا ہے گویا صحیح الفاظ میں وہ اپنے ہاتھوں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جہنم کا ایندھن اکٹھا کرنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیتا ہے۔

اس کے برعکس جس شخص کو آخرت کی کامیابی مقصود ہو۔ وہ صحیح رویہ اختیار کرتا ہے یعنی وہ دنیا کی زندگی کو مقدر کے حوالے کر کے خود کو ہمہ تن آخرت کی کامیابی کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ دنیا میں بھی اپنا حصہ پالیتا ہے اور آخرت میں بھی کامیاب و کامران رہتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

''جو شخص دنیا کا طلبگار ہو۔ ہم اس میں سے جو چاہیں اور جسے چاہیں اسی دنیا میں دے دیں گے۔ پھر اس کا ٹھکانہ جہنم میں بنا دیں گے کہ وہ اس میں مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا ہوا جائے اور جو آخرت میں کامیابی چاہتا ہو اور وہ اس کے لیے مطلوبہ کوشش بھی کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش ضرور ٹھکانے لگ جائے گی۔'' (بنی اسرائیل: ۱۸۔۱۹)

مسلمان اور کافر میں اصلی فرق:

پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچے مومن و مسلم وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو دنیا کی بجائے آخرت کو اپنا مقصود و مطلوب بناتے ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ آخرت پر دنیا کی کامیابیوں کو فوقیت دیتے ہیں انہیں منکرین آخرت اور کفار میں شمار کیا جاتا ہے چاہے وہ زبان سے آخرت پر ایمان رکھنے کا کیسا ہی دعویٰ کیوں نہ کرتے ہوں۔ یہ وہ دوسرا فرق ہے جو ایک مسلم اور غیر مسلم میں پایا جاتا ہے۔

- ''اور ایسے کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی ایک شدید عذاب اُن کا منتظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جنھیں آخرت کی نسبت دنیا کی زندگی عزیز تر ہے اور وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھ تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (ابراہیم ۲،۳)

- ''یہ اس لیے کہ اُنہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری سمجھی اس وجہ سے اللہ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (النحل: ۱۰۷)
- ''تمہارے زاویہ گناہ کی غلطی یہ ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہو اور اس کے مقابلے میں آخرت کو نظر انداز کر دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کی زندگی بہتر بھی ہے اور ہمیشہ رہنے والی بھی ہے۔'' (الاعلیٰ: ۱۶۔۱۷)
- ''اور جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور خواہش نفس کو غلط روی سے روک رکھا۔ تو بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔'' (النزاعات: ۳۸ تا ۴۱)
- ''ان کی سرکشی اور مخالفت کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مفاد عاجلہ کو عزیز رکھتے ہیں اور آگے آنے والے بھاری دن کو فراموش کیے ہوئے ہیں۔'' (الدھر: ۲۷)

ہدایت اور گمراہی کا قانون:

قرآن حکیم میں متعدد بار یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اس کے معنی ہرگز یہ نہیں۔ کہ بندہ مجبور اور بے قصور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی اُسے گمراہ کر کے جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ نہیں، بلکہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا مستقل قانون یہ ہے کہ جو آدمی آخرت کو دنیا پر ترجیح دے کر اپنی سعی و کاوش کا رخ اُس طرف موڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے سامنے ہدایت کا راستہ کھول دیتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو دنیوی کامیابیوں کے لیے وقف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور اُسے گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ پس یہ آیات اُن لوگوں کی یہ خام خیالی دور کر دیتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو یہ سمجھ کر بے عملی بلکہ بدعملی کا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ بلکہ اُس نے پہلے سے ہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی۔ لہٰذا بقول اُن کے کسی عمل کی ضرورت ہی نہیں۔

انتہائی خطرناک مرض اور اس کا علاج:

ملیریا، تپ دق، شوگر، کینسر وغیرہ جتنے بھی امراض پائے جاتے ہیں ان سب کے اثرات یا نتائج عارضی ہوتے ہیں کیونکہ اگر کوئی آدمی ان میں سے کسی ایک عارضہ میں مبتلا ہو جائے تو وہ مر کر اُس سے چھٹکارا پا لیتا ہے۔ مگر حبِّ دنیا اس قدر خطرناک اور اذیت ناک مرض ہے کہ جس کے نتیجے میں آدمی جہنم کی آگ میں مدتہائے دراز تک جلتا بھی رہے گا اور اُسے موت بھی نہیں آئے گی یہ دراصل ایک نفسیاتی مرض ہے جس سے آخرت جیسا بھاری دن نہایت ہلکا اور ہیچ معلوم ہوتا ہے اور دنیا جیسی عارضی اور کم قیمت زندگی بڑی اہم اور قیمتی دکھائی دیتی ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی کے سامنے ایک طرف دس روپے کا اور دوسری طرف ہزار روپے کا نوٹ رکھا جائے اور اسے اختیار دیا جائے کہ ان میں سے کوئی ایک وہ لے سکتا ہے تو وہ ہزار کا نوٹ چھوڑ کر دس روپے کا نوٹ لینا پسند کرے۔

ہر شخص جو اس دنیا میں زندگی گزارتا ہے وہ کسی نہ کسی درجے میں اس مرض میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے۔ یعنی اُس کے دل و دماغ میں حبِّ دنیا کے کچھ نہ کچھ جراثیم ضرور پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص کو اس سے نجات پانے کی زیادہ سے زیادہ فکر اور کاوش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑا حکیم ہے۔ اُس نے اس خطرناک مرض سے گلوخلاصی کیلئے کم از کم دو باتوں کے التزام کی ہدایت فرمائی ہے۔

(۱) موت کو ہمہ وقت قریب تر تصور کرنا:

اکثر لوگوں میں عام طور پر یہ کمزوری یا نقص پایا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی رونقوں اور زندگی کی رنگینیوں میں کھو کر اپنی موت کو فراموش کر دیتے ہے۔ پھر جیسا کہ موت اور آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا چولی دامن کا ساتھ ہے لہٰذا وہ موت کو بھولنے کے ساتھ ساتھ آخرت کی جوابدہی اور باز پرس سے بھی بے نیاز اور غافل ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اسی فانی اور عارضی زندگی کے معاملات سے عہدہ برآ ہونے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خراب ماحول بھی اثر انداز ہو کر اُن کی گمراہی میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اچانک موت سے ہمکنار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اس طرح ذرا سی بھول چوک اُن کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔

پس دانشمندی اور دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آدمی روزانہ کم از کم ایک بار اپنے ان محلے داروں۔ رشتے داروں اور واقف کاروں وغیرہ کو ضرور ہی یاد کر لیا کرے۔ جو اس کی زندگی میں وفات پا چکے ہوں۔ اس سے اُسے یہ پتہ چلے گا کہ موت صرف بوڑھوں کو ہی نہیں آتی۔ بلکہ بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو طبعی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہفتے میں ایک بار اُسے قریبی قبرستان کی زیارت بھی کرنی چاہیے۔ ایسا کرنے سے آدمی کو نہ صرف یہ کہ زندگی ناپائیدار اور عارضی نظر آنے لگے گی بلکہ اُسے اپنی موت بھی قریب تر محسوس ہونے لگے گی۔ اس کے ساتھ ہی اسے آخرت کی گھڑی بھی گویا سر پر کھڑی دکھائی دے گی۔ زاویہ نگاہ کی اس تبدیلی سے یقیناً اُس کے ذہن کی کایا پلٹ ہو جائے گی۔ جیسا کہ عہد رسالت میں بڑے بڑے دھرم۔ ضدی اور متکبر کفار و مشرکین جب کسی موقع پر بادبانی کشتی پر سوار ہوتے تھے اور راستے میں اگر تیز آندھی آنے سے کشتی ہچکولے کھانے لگتی تھی۔ تو موت کو مجسم شکل میں سامنے دیکھ کر اُن کی ساری ضد۔ ہٹ دھرمی اور تکبر کافور کی طرح غائب ہو جاتے تھے اور پھر وہ نہایت اخلاص نیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے تھے کہ اگر وہ انہیں مزید کچھ مہلت دے دے تو باقی زندگی وہ سچے مومن و مسلم بن کر گزاریں گے۔

- ''اور جب ان پر کوئی پہاڑ جیسی بلند موج آب آ پڑتی ہے ہے تو وہ خالص نیت سے اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگتے ہیں اور پھر جب اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں موت سے بچا کر کنارے پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ تو اپنے عہد کی پاسداری کر کے سیدھی راہ اختیار کر لیتے ہیں اور جو نہایت بے وفا اور ناشکرے ہوتے ہیں۔ وہ پھر ہماری آیات سے انکار کرنے لگتے ہیں" (لقمان:۳۲)

□ "اے رسول اللہ۔ تم ان سے پوچھو۔ وہ کون ہے جو تمہیں بحر و بر کی آفات سے نجات دیتا ہے۔ جسے تم گڑگڑا کر عاجزی سے پکارتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر وہ انہیں اس مصیبت سے نجات دے دے تو وہ ضرور اُس کے شکر گزار اور وفادار بندے بن کر رہیں گے۔ تم فرماؤ کہ جب اللہ ہی تمہیں ایسی آفات اور بلاؤں سے نجات دیتا ہے۔ پھر تم کیوں مصیبت کی گھڑی ٹل جانے کے بعد اُس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہو۔" (الانعام:۶۴)

□ جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنی موت کو قریب پا کر خالص نیت سے اللہ کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب وہ موت سے بچ کر خشکی پر آ جاتے ہیں۔ تو پھر بدستور شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔" (العنکبوت:۶۵)

□ اللہ ہی تمہیں خشکی اور تری میں ادھر اُدھر چلاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب تم بادبانی کشتی پر سوار ہوتے ہو اور موافق ہوا اُسے منزل کی طرف لے چلنے لگتی ہے تو تم بڑے خوش ہوتے ہو۔ پھر اگر اچانک ہوا کا تیز جھونکا آ جائے اور سمندری لہروں سے کشتی ڈولنے لگے تو پھر تم خوفزدہ ہو کر خیال کرنے لگتے ہو کہ موت اب آئی کہ تب آئی۔ تو اس وقت تم نرے اللہ کے بندے ہو کر خالص نیت سے اس کو پکارنے لگتے ہو اور وعدہ کرتے ہو کہ اگر تمہیں تھوڑی سی مہلت اور مل جائے تو باقی زندگی اللہ کے شکر گزار بندے بن کر گزارو گے۔ پھر جب وہ تمہیں موت سے بچا لیتا ہے۔ تو تم سارے وعدے بھول کر زمین پر ناحق زیادتی کرنے لگتے ہو۔ اے لوگو! تمہاری اس سرکشی اور وعدہ خلافی کا وبال تمہیں پر پڑنے والا ہے۔ تم دنیا میں چند روز گزار لو۔ پھر آخر لوٹ کر تمہیں ہمارے روبرو پیش ہونا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ہم تمہارے ایک ایک کرتوت کا تم سے حساب لے لیں گے۔ دنیا کی زندگی کی مثال ایسے ہے۔ جیسے ہم نے آسمان سے مینہ برسایا۔ تو اس کے سبب سے زمین پر اُگنے والی نباتات گھنی ہو کر نکلی۔ جس کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ عین شباب کو پہنچی۔ اور اس پر خوب جوبن آ گیا اور اس کے مالک سمجھنے لگے کہ بس اب یہ ہمارے اختیار میں آ گئی تو ہمارا اُس پر دن یا رات میں کسی وقت حکم آ گیا تو ہم نے اُسے اس طرح تہس نہس کر دیا۔ کہ گویا کل اس کا وجود ہی نہ تھا۔ ہم غور کرنے والوں کے لیے اپنی آیات مفصل بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ جائیں کہ دنیا کی زندگی سے زیادہ ناپائیدار اور ناقابل اعتبار اور کوئی چیز نہیں اور اللہ تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتلاتا ہے۔ جس میں تم ہمیشہ زندہ و سلامت رہو اور وہ جسے چاہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔" (یونس:۲۴تا۲۵)

غرض آدمی کی ذہنی تبدیلی اور اصلاح کے لیے موت کے نظارے سے بڑھ کر اور کوئی چیز موثر کارگر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی ذرا سی آنچ بھی سخت سے سخت پتھر دل آدمی کو پگھلا کر اُسے سیدھا کر دیتی ہے حتیٰ کہ فرعون مصر جیسا ظالم ترین، ضدی، متکبر اور انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کرنے والا شخص بھی موت کو سامنے دیکھ کر فوراً ایمان لانے کا اقرار کر لیتا ہے یہ اور بات ہے کہ موت کو دیکھ کر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا۔

موت ہی ایک ایسا ماہر فن اور یکتائے روزگار استاد ہے جو ایک انتہائی بخیل اور کنجوس آدمی کی ایک پل میں کایا پلٹ دیتا ہے اور اسے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹانے پر مائل کر دیتا ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ موت اُسے ایسا کرنے کی مہلت نہیں دیتی اور وہ نہایت حسرت و یاس کے ساتھ کف افسوس ملتا ہوا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ پھر آدمی کیوں نہ۔ موت آنے سے قبل ہی موت کو قریب تر تصور کر کے آخرت کی تیاری کرے۔

"اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے زیادہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری راہ میں خرچ کرلو۔ اس سے قبل کہ تم میں سے کسی کو اچانک موت کا حادثہ پیش آجائے۔ تو پھر وہ نہایت حسرت سے کہنے لگے۔ یا رب کاش مجھے تھوڑی سی مہلت اور مل جائے۔ تو میں اپنا سارا مال تیری راہ میں خرچ کر کے صالحین میں شامل ہو جاؤں یاد رکھو۔ جب کسی پر موت کا وقت آجائے۔ تو اللہ پھر اُسے ایک سانس کی بھی مہلت نہ دے گا اور اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔" (المنافقون:۱۱)

سوچئے روزانہ کتنے ہی ایسے احمق اور عاقبت فراموش آدمی اپنا سب کچھ یہیں چھوڑ کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنتے جا رہے ہیں۔ پھر کیوں نہ ہم اس المناک انجام سے بچنے کیلئے ہمہ وقت موت کو یاد رکھیں کیونکہ آج جن لوگوں کی وجہ سے دنیا آباد نظر آرہی ہے۔ پچاس ساٹھ سال کے بعد ان میں سے کوئی ایک بھی روئے زمین پر نظر نہیں آئے گا بلکہ سب کے سب قبروں میں پہنچ کر اپنے اپنے کیے کا پھل کا توڑ رہے ہوں گے۔ ان میں ہم بھی شامل ہوں گے جو تھا نہیں ہے۔ جو ہے نہیں ہوگا۔

فلک نے نہ چھوڑا کسی کو بے گور بھیجے
جو بالائے زمیں ہے اُسے زیر زمیں سمجھو

۲۔ قرآن حکیم پر غور وتدبر:

آخرت کی کامیابی کو مطلوب ومقصود بنانے کیلئے دوسرا عمل یہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنی دیگر مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر روزانہ بلاناغہ قرآنی تعلیمات کا مطالعہ اور اُس پر غور وفکر کرتے رہیں۔ اس طرح نہ صرف ہمیں روحانی تسکین حاصل ہوگی بلکہ آخرت کے بارے جگہ جگہ ٹھوس اور زندہ دلائل ہمارے ایمان ویقین میں مسلسل اضافہ کرتے رہیں گے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم کے صفحے صفحے پر جنت اور دوزخ کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اُس کے بار بار سامنے آنے سے ہمارا ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔ جو ہمارے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے قوتِ محرکہ کا کام دے گا۔ کیونکہ اس طریقے سے دنیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت بیک وقت ہمارے سامنے رہیں گے اور ہم یقیناً دونوں کا موازنہ کر کے آخرت کو ترجیح دینے لگیں گے۔ بالکل ایسے ہی جیسے اگر کسی کے سامنے ایک سونے کی اور ایک پیتل کی ڈلی رکھی جائے اور اسے ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو وہ بلاتردد پیتل کی ڈلی کو رد کر کے سونے کی ڈلی کو لینا پسند کرے گا۔

پس حب دنیا کی بیماری سے نجات پانے کیلئے دوسرا بڑا موثر اور کارگر نسخہ قرآن حکیم کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ اور اُس کی آیات پر مستقل اور مسلسل غور و تدبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو صرف رہنمائی کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام قلبی و ذہنی امراض مثلاً ضد۔ تعصب۔ ہٹ دھرمی۔ تکبر اور حبِ دنیا کے لیے نسخہ اکسیر بھی قرار دیا ہے۔

- ''اے نبی، تم فرماؤ۔ یہ کتاب ایمان والوں کے لیے موجب ہدایت اور نسخہ شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اُن کے کانوں میں ٹینٹ ہے اور وہ ان پر اندھاپن ہے گویا وہ کہیں دور سے پکارے جا رہے ہوں۔'' (حٰمٓ السجدہ:۴۴)
- ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی نصیحت آئی ہے جو دلوں کو شفا بخشتی ہے اور مومنین کے لیے موجب ہدایت اور رحمت ہے تم فرماؤ اللہ کے اس فضل اور رحمت پر خوشیاں مناؤ۔ یہ اُن کے دھن دولت وغیرہ سب سے بہتر چیز ہے۔'' (یونس:۵۷،۵۸)
- ''بیشک ہم نے یہ عربی قرآن اُتارا۔ تاکہ تم اس کی آیات پر غور کیا کرو۔'' (یوسف:۲)
- ''اے نبی! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار کتاب اُتاری۔ تاکہ تم لوگوں پر وہ تعلیم واضح کر دو۔ جو اُن کے لیے اُتاری گئی اور تاکہ وہ خود بھی اس پر تفکر و تدبر کریں۔'' (النحل:۴۴)
- ''کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا اُنہوں نے اپنے دل و دماغ پر قفل پڑھا لیے ہیں تاکہ اُن کے اندر قرآن کی کوئی بات داخل ہی نہ ہو۔'' (محمد:۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے رسول ہم نے تمہاری طرف نہایت برکت والی کتاب نازل فرمائی ہے تا کہ اس کی آیات پر غور و تدبر کیا جائے اور عقل والے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔'' (ص:۲۹)

- ''کسی جان کو یہ اختیار نہیں۔ کہ اللہ کی اجازت کے بغیر وہ ہدایت پا لے۔ کیونکہ جو لوگ (قرآنی تعلیمات پر) عقل اور غور و فکر نہیں کرتے وہ ان کو گمراہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔'' (یونس:۱۰۰)
- ''اور جب اُسے ہماری آیات سنائی جائیں۔ تو تکبر سے یوں منہ پھیر لے جیسے اس نے سنا ہی نہیں یا جیسے اس کے کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں۔ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔'' (لقمان:۷)
- ''اور بے شک ہم نے بہت سے جن اور آدمی جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُن کو دماغ دیا۔ مگر وہ اس سے سوچتے نہیں۔ ان کو آنکھیں دی گئیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ اُن کو کان دیے گئے۔ مگر ان کو ہماری بات سننا گوارا نہیں، ان کا مقصد صرف حیوانات کی طرف کھانا، پینا اور سونا ہے۔ بلکہ وہ ان سے بھی بدتر مخلوق ہیں دراصل یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (الاعراف:۱۷۹)

پس یہ ہر آدمی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ اپنے خالق و مالک کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال میں لا کر حبِ دنیا جیسی خطرناک بیماری سے نجات پا کر اپنی سعی و کاوش کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کے لیے وقف کر دے۔ یہی یقین آخرت کا اصلی معیار اور تقاضا ہے جب تک وہ اپنے دل میں دنیا پر آخرت کو ترجیح نہیں دے گا۔ اُس وقت تک وہ ہدایت یافتہ ہو سکتا ہے نہ اقامت الصلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا فریضہ سرانجام دے کر دنیا و آخرت میں فلاح یافتہ ہو سکتا ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ (لقمان:۲تا۵)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں جو ان محسنین کے لیے موجب ہدایت و رحمت ہیں۔ جو صلوٰۃ قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہوتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

پس ایک مسلمان اور ایک کافر میں دوسرا فرق یہ ہوتا ہے کہ کافر آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے اور مسلمان دنیا پر آخرت کو۔ اس کے علاوہ ان میں ایک اور نمایاں فرق بھی ہوتا ہے۔ جس کا ذکر اگلے صفحات پر آئے گا۔

دنیا و آخرت کا موازنہ (احادیث کی روشنی میں):

۱۔ حضرت مستورد بن شداڈؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم دنیا کی نسبت آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے ایک آدمی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے وہ دیکھ لے کہ اس کی اُنگلی کس قدر پانی کے ساتھ سمندر سے لوٹتی ہے۔

۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بکری کے مردہ بچے کے پاس سے ہوا جس کے چھوٹے چھوٹے کان تھے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا۔ تم میں سے کون ہے۔ جو اسے ایک درہم میں خریدے صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم تو اُسے کسی قیمت پر بھی لینے کو تیار نہیں۔ فرمایا۔ تمہاری نظر میں جس قدر یہ حقیر ہے۔ اللہ کے نزدیک آخرت کے مقابلے میں دنیا اس سے بھی بڑھ کر حقیر ہے۔ (مسلم)

۳۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے اور آخرت ہماری طرف رخ کر کے آ رہی ہے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ پس تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے نہ بنو۔ آج کے دن عمل ہے اور حساب کوئی نہیں۔ کل آخرت میں حساب ہوگا اور عمل کا موقع نہ ہوگا۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا سے محبت کرے گا۔ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا۔ پس ترجیح دو اُسے جو باقی رہنے والی ہے اس پر جو فانی ہے انسان کی یہی تو آزمائش ہے۔ قدم قدم پر ایک طرف اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ آخرت اور جنت کی پکار ہوتی ہے اور دوسری طرف دنیا۔ نفس اور شیطان کی ترغیب۔ اس کشمکش میں آخرت کے طلب گار اور جنت کے مشتاق دنیاوی مفادات کو ٹھکرا دیتے ہیں اور دنیا پرست اللہ کے حکم اور جنت کی دعوت کو نظر انداز کر دیتے ہیں ان دو طرح کے سوداگروں میں سے کون جیتا کون ہارا؟ فانی کو باقی پر ترجیح دینے والا یا باقی کو فانی کے مقابلے میں پسند کرنے والا؟ (احمد، بیہقی)

۵۔ حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنی خواہش کا پیرو بنا دے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں رکھے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

(بحوالہ ترجمان القرآن جولائی ۲۰۰۱ء)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ قرآنِ حکیم کا مطالعہ کرتے وقت ہم میں سے کئی لوگ ایک غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں یعنی جب ہم مومنین و صالحین کیلئے بشارتوں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ تو ہم خود کو انہیں میں شامل کر کے خوش ہو جاتے ہیں اور جب کفار و مشرکین کے لیے جہنم کی سزاؤں کا ذکر ہوتا ہے۔ تو ہم غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ سزا صرف غیر مسلموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ہے۔ اس طرح ہم اپنی اصلاح کرنے کی بجائے غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور قرآن حکیم کے پند و نصائح ہمارے سر سے گزر جاتے ہیں حالانکہ ہمیں دیکھنا یہ چاہئے کہ جن صفات پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ کیا وہ صفات ہمارے اندر موجود ہیں اور جن جرائم کی بناء پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے کہیں ہم بھی تو وہی جرائم نہیں کر رہے۔ اگر خدانخواستہ ہمارا رویہ بھی وہی ہو۔ جو کفار و مشرکین کا رویہ ہوتا ہے۔ تو ہمیں اس سے باز رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

اسلام کا معاشی نظام

تقدیر اور تدبیر

اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے۔ اُس نے اس کائنات میں بے پناہ ذرائع و رسائل مہیا کر دیئے ہیں۔ مگر وہ نامکمل اور خام اشیاء کی شکل میں ہیں۔ اب یہ بنی آدم کی اپنی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں سے کام لے کر ان خام اور نامکمل اشیاء میں باہمی تعاون پیدا کر کے اُن کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لے اور اپنی روٹی۔ کپڑے۔ مکان اور دیگر ضروریات کا انتظام کر لے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خود تکمیل کر لے۔ اس بارے میں یہاں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ یہ بات بخوبی سمجھ میں آ سکے۔

۱۔ اس کائنات میں دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری فرما دیا گیا ہے۔ پھر انہیں کچھ ایسے حکیمانہ اور حسابی انداز میں مسلسل گھٹایا یا بڑھایا جاتا ہے۔ کہ سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں گرمی و سردی اور بہار و خزاں کے مختلف موسم تسلسل کے ساتھ وجود میں آ جاتے ہیں۔ جن سے مستفید ہونے کے لیے آدمی پہلا کام یہ کرتا ہے۔ کہ وہ زمین کو ہموار کر کے اور اُس میں ہل چلا کر مٹی کو اُلٹ پلٹ اور نرم کرتا ہے پھر موسم کی مناسبت سے اس میں وہ غلہ بو دیتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اُسے مہیا فرمایا ہے۔ اس کے بعد کائنات کی ساری چیزیں مثلاً سورج۔ چاند۔ تارے۔ ہوا۔ پانی۔ روشنی اور تاریکی وغیرہ اس بیج کو اُگانے اور نشوونما دینے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ چند ماہ کے عرصے میں غلے کی فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ پھر اس فصل کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاٹ کر مشینوں وغیرہ کے ذریعہ غلہ اور بھوسہ الگ الگ کیا جاتا ہے۔ پھر اس غلے کو پیس کر اور گوندھ کر اُس کی روٹی بنائی جاتی ہے۔ جس کو آگ پر پکانے کے بعد کھانے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ یہی روٹی ہماری زندگی اور صحت کی ضامن ہوتی ہے اس طرح غذا کے معاملے میں ہم تدبیر اور محنت سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تکمیل خود کر لیتے ہیں۔ ورنہ اگر ہم روزی کے حصول کے لیے اس قسم کی تدبیر نہ کریں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں تو ہمارا بھوک اور فاقوں سے مرنا یقینی ہوگا۔

۲۔ دوسری مثال پانی کی ہے۔ یہ وہ مخصوص نعمت ہے۔ جس کی آدمیوں۔ مویشیوں اور فصلوں وغیرہ کو بروقت ہی نہیں بلکہ ہر وقت ضرورت درپیش ہے۔ ہمارے خالق و مالک نے اس مقصد کے لیے بارش کا ایک عالمگیر انتظام فرما دیا ہے۔ مگر بارش پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ وہ کبھی ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ کہیں زیادہ ہوتی ہے اور کہیں کم۔ کبھی بلاضرورت برسنے لگتی ہے اور کبھی ضرورت کے وقت بھی نہیں برستی۔ ہم اس افراط و تفریط کا یہ علاج کرتے ہیں کہ بارش کا جو پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے۔ اُسے کنویں کھود کر یا ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل وغیرہ نصب کر کے حسب ضرورت حاصل کر لیتے ہیں اور جو پانی بہہ کر دریاؤں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اُس سے ڈیم بنا کر ہمہ وقت اُس سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح پانی کی ہمہ وقت دستیابی کے لیے قدرت کی طرف سے جو کمی رہ جاتی ہے۔ وہ ہم کچھ مصنوعی ذرائع اختیار کر کے پوری کر لیتے ہیں ان مثالوں سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا میں زندہ رہنے کے لیے تقدیر کے ساتھ تدبیر سے بھی کام لینا از بس ضروری ہے۔

پس انسان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو یہ چیلنج درپیش ہے کہ وہ اپنی کم سے کم محنت کے عوض زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کو مسخر کر کے اُن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرلے اور پھر اس ماحصل سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید بھی ہوسکیں۔

تقسیمِ معاش کا مسئلہ:

جہاں تک سیدھے سادے اور معمولی مسائل کا تعلق ہے۔ وہ تو انسان عقلِ خداداد سے کام لے کر بآسانی حل کر لیتا ہے مگر عملی زندگی کے کچھ مسائل اس قدر پیچیدہ اور اُلجھے ہوئے ہیں۔ جو انسان کی عقل وفہم سے بالاتر ہیں اور وہ ان کو حل کرنے یا سلجھانے کیلیے جتنی زیادہ عقل اور اٹکل سے کام لیتا ہے۔ وہ اتنے ہی زیادہ اُلجھتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً معاشی مسئلے کو لے لیجئے۔ اس مسئلے کو اطمینان بخش طریقے سے حل کرنے کیلئے آج تک انسان نے جتنی بھی تگ ودو اور کوشش کی ہے۔ اس میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکا۔ اس اجمال کی تفصیل کے لیے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ مسئلہ کیا درپیش ہے اور اس کو حل کرنے کیلئے انسان نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں اور پھر ان ساری تدابیر کا نتیجہ کیا برآمد ہوا ہے۔

مسئلہ کیا ہے؟

یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ کہ دنیا بھر کے سارے ہی آدمی حصول معاش کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں مگر اُن کے کمانے کی صلاحیتوں میں فرق ہونے کے باعث یا کئی دیگر وجوہات کی بناء پر بعض لوگوں کو ضرورت سے کم آمدنی ہوتی ہے اور بعض کو ضرورت سے زیادہ۔ مثال کے طور پر ایک خاندان کو گزارے کے لیے ماہانہ کم از کم دس ہزار روپے درکار ہیں۔ مگر اس کی ماہانہ آمدنی صرف پانچ ہزار روپے ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ پانچ ہزار کی کمی کو کیسے پورا کرے اس کے برعکس ایک اور خاندان ہے۔ جس کو ماہانہ زیادہ سے زیادہ آٹھ ہزار روپے درکار ہیں۔ مگر اس کی ماہانہ آمدنی پچاس ہزار روپے ہے۔ اُس کو مسئلہ یہ درپیش ہے کہ اپنی بیالیس ہزار کی زائد آمدنی کو کہاں خرچ کرے۔ یہ ایک مفروضہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمارے اردگرد ایسی کروڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان نے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ سرمایہ داری یا بنکاری نظام:

ان مسائل کا سیدھا سادہ حل تو یہی نظر آتا ہے۔ کہ پورے ملک میں ایک بیت المال قائم کیا جائے۔ جس میں ہر دولت مند آدمی اپنی زائد از ضرورت آمدنی جمع کر دے اور جس کی آمدنی کم ہو وہ اُس سے حسب ضرورت لے لے تاکہ امیر اور غریب دونوں کا مسئلہ حل ہو جائے۔ مگر بظاہر یہ طریقہ جتنا آسان نظر آتا ہے۔ درحقیقت اسی قدر مشکل ہے۔ کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک سرمایہ دار آدمی اپنی فالتو آمدنی غریبوں کو کیوں دے دے یعنی اگر اس کی آمدنی دوسروں کے حوالے ہی کرنی ہے تو وہ اُس کے لیے اتنی محنت اور کوشش ہی کیوں کرے گا۔ اور وہ اتنا ہی کیوں نہ کمائے گا جتنا اُس کی ضرورت کے لیے کافی ہو۔

پس اس مسئلے کا حل یہ سوچا گیا کہ ایک طرف مالداروں کو سود کا لالچ دے کر اور ان سے رقم لے کر بینک قائم کیے جائیں اور دوسری طرف کم آمدنی والوں کو کاروبار کی ترغیب دے کر یہی روپیہ زیادہ شرح سود پر ان کو قرض دے دیا جائے۔ اس طرح کاروباری لوگ کاروبار کے ذریعے جو نفع حاصل کرتے ہیں۔ اس میں سرمایہ داروں کا سود بھی شامل ہوتا ہے۔ گویا وہ ایک طرح سے سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے زائد از ضرورت آمدنی والوں کی آمدنی اور بڑھ جاتی ہے اور کم آمدنی والوں کی آمدنی اور کم ہو جاتی ہے بلکہ اس طرز معیشت سے ملک کے اندر ایک طبقہ کھانے اور عیش کرنے والا ہوتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ محض کمانے والا۔ پھر بین الاقوامی حالات پر نظر ڈالی جائے تو وہ اور بھی بھیانک اور خوفناک صورت اختیار کر گئے ہیں جیسا کہ جنگ سنڈے میگزین 5-اگست 2001ء کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا کی دولت کا اسی (۸۰) فیصد چند ممالک اور ان سے متعلق تقریباً ایک ہزار کثیر القومی کمپنیوں یا اداروں کے پاس چلا گیا ہے۔ جو اس امر کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کہ سرمایہ داری یا بنکاری نظام سے دولت، امیروں سے غریبوں کی طرف نہیں۔ بلکہ غریبوں سے امیروں کی طرف رخ کر لیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنکاری یا سرمایہ داری نظام کے نتائج وثمرات:

پس بنکاری نظام میں جو روپیہ مالداروں سے غریبوں اور کم آمدنی والوں کی طرف آتا ہے۔ وہ سود یا کاروباری نفع کی صورت میں اپنے ساتھ اور رقم لے کر سرمایہ داروں کے پاس واپس چلا جاتا ہے پھر اگر کچھ عرصے تک مسلسل دولت کی یہ یک طرفہ ٹریفک جاری رہے۔ تو آخر کار سارا روپیہ صرف چند لوگوں کے پاس جمع ہو جاتا ہے اور باقی سارا ملک کنگال ہو جاتا ہے یا کنگال ہو جانا چاہیے۔ مگر ایسا کم ہی ہوتا ہے کیونکہ کچھ تو حکومت مالداروں سے ٹیکس کی صورت میں وصول کر کے اسے سول اور فوجی ملازمین میں ان کی تنخواہوں کی مد میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اس طرح سرمایہ پھر عوام میں گردش کرنے لگتا ہے۔ اور کچھ عوام الناس ناجائز طریقے اختیار کر کے اسے گردش میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی۔ جعلسازی اور نوسر بازی۔ رشوت اور غبن۔ سمگلنگ اور چور بازاری۔ جوا اور سٹہ بازی چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ۔ صاف عیاں ہے کہ جب جائز اور قانونی طریقے سے لوگوں کی روزمرہ کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔ تو وہ ضرور اسی نوع کے اخلاقی اور قانونی جرائم کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہوں گے اور قانون کے محافظ ادارے بھی ان کے ساتھ ملی بھگت کر کے ان کے جرائم میں برابر شریک ہو جائیں گے۔ اس طرح وہ قانون جو دراصل سرمایہ داروں اور مالداروں کا حامی ہوتا ہے۔ مذاق کا نشانہ بن جاتا ہے اور اپنا اثر کھو دیتا ہے۔

اجتماعی ملکیت کا نظام:

جب سرمایہ داری یا بنکاری نظام کے یہ بھیانک نتائج سامنے آئے۔ تو کچھ لوگوں نے اس کا علاج یہ تجویز کیا کہ اگر زمین سمیت سارے کے سارے معاشی ذرائع و وسائل ریاست کے حوالے کر دیئے جائیں اور افراد معاشرہ سے اُن کی صلاحیتوں کے مطابق کام لے کر حاصل پیداوار کو ان کی ضروریات کے مطابق ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ تو سارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک میں دولت بھی گردش کرنے لگے گی۔ اور پھر نہ سرمایہ داروں کو غریبوں اور ناداروں کا استحصال کرنے کا موقع ملے گا اور نہ دوسرے جرائم ملک میں فروغ پائیں گے۔ بظاہر تو یہ خیال بہت اچھا اور نیک معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب اسے بعض ممالک مثلاً روس اور چین وغیرہ میں تجربے کی کسوٹی پر پرکھا گیا تو پھر اس کے جو نتائج و ثمرات دیکھنے میں آئے۔ وہ بنکاری نظام کے مقابلے میں کہیں زیادہ بدتر اور خراب تر ثابت ہوئے۔ کیونکہ اس پر عمل کرتے ہوئے دو حقیقتوں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ ایک تو انسان کے فطری لالچ کے جذبہ کو کیونکہ یہی وہ قوت ہے جو انسان کو کسی کام کو کرنے کے لیے اس میں حرکت پیدا کرتی ہے اور اس کی خفتہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرتی ہے۔ اور دوسرا نجی ملکیت سے جذباتی لگاؤ اور پیار کے جذبہ کو جو کہ ہر آدمی اپنی جان کی طرح عزیز سمجھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس نظام کے علمبرداروں کو پہلے تو عوام الناس سے اُن کی نجی اور پرائیویٹ پراپرٹی کو چھین کر قومی ملکیت میں لینے کے لیے سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس مقصد کے لیے مزاحمتوں کو ہٹانے کے لیے اُنہوں نے لکھوکھہا بے گناہ انسانوں کا بڑی بے رحمی سے خون بہایا، پھر باقیماندہ کو جو روٹی کپڑے اور مکان وغیرہ کی ضمانت دے دی گئی تو لوگوں کو اپنے کام کاج سے قطعی کوئی دلچسپی نہ رہی کیونکہ جو مقصد ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر حاصل ہو جائے۔ تو پھر اس کے لیے محنت اور کوشش کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس وجہ سے لوگوں سے کام لینے کے لیے حکومت کو انتہائی جبر و تشدد کی ضرورت پیش آ گئی۔ اس کا بدیہی نتیجہ یہ نکلا کہ پورا معاشرہ ایک بدترین غلامی کی شکل اختیار کر گیا اور ایسا دکھائی دینے لگا۔ جیسے پورے ملک کی آبادی کو جیتے جی جہنم کی آگ میں دھکیل دیا گیا ہو۔ گویا محض پیٹ کی خاطر انہیں بہت بڑی قیمت چکانی پڑی اور انہیں ہر قسم کی آزادی سے محروم کر دیا گیا۔ اس زمانے میں اس مقولے نے بڑی شہرت پائی تھی کہ سرمایہ داری یا بنکاری نظام آزادی دیتا ہے۔ مگر روٹی کی ضمانت نہیں دیتا اور سوشلزم (قومی ملکیت کا نظام) روٹی کی ضمانت دے کر فرد سے اس کی آزادی چھین لیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں جانے دہد نانے برد
ایں نانے دہد جانے برد

بعد میں یہ مقولہ بھی غلط ثابت ہوگیا کیونکہ اس جبر واستبداد کے نظام میں کام کاج میں عدم دلچسپی کے سبب جب افراد کی ذہنی وجسمانی صلاحیتیں منجمد ہوکر رہ گئیں۔ اور وہ نری مشین بن کر رہ گئے تو اس کے نتیجے میں ملکی پیداوار کی شرح مسلسل گرنے لگی۔ تو حکومت افراد کی آزادی تو پہلے ہی چھین چکی تھی۔ اب اس نے عوام کو روٹی مہیا کرنے سے بھی معذرت کر لی۔ گویا ان سے سب کچھ چھین کر انہیں دربدر ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ آخر کار اس نظام کے علمبرداروں کو اپنی ناکامی و نامرادی کا کھلے بندوں اعتراف کر کے پھر بنکاری نظام کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

انسانی کاوشوں کا ماحصل:

پس دولت کی صحیح اور منصفانہ تقسیم کے بارے میں آج تک کی انسان کی ساری جدوجہد اور کاوشوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پوری انسانیت کو قوموں اور ملکوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تاکہ ہر فرد مملکت اپنے اپنے ملک وقوم کی ترقی وخوشحالی کے لیے اپنی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ کام میں لائے یعنی اگر ملک خوشحال ہوگا تو بالواسطہ طور پر اُس کا فائدہ تمام افرادِ مملکت کو پہنچے گا۔ اس طریقے سے واقعی دنیا بھر میں مسابقت اور مقابلے کی وجہ سے کچھ ممالک حیرت انگیز ترقی کی منزلیں طے کر کے بہت آگے چلے گئے اور کچھ ممالک بہت پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ ایک ترقی یافتہ ملک کا ایک فرد آج جتنی کمائی کر لیتا ہے۔ پسماندہ اور غریب ممالک کے پچاس افراد بھی اتنا نہیں کما سکتے۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ترقی یافتہ اور خوشحال ممالک اپنی بے پناہ دولت میں سے کچھ حصہ غریب اور پسماندہ ممالک کو امداد کے طور پر دے کر انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بناتے۔ مگر صد افسوس انہوں نے نہ صرف ایسا کرنے سے قطعی انکار کی روش اختیار کر لی۔ بلکہ انہیں خوشحالی اور ترقی کے سبز باغ دیکھا کر اپنی زائد از ضرورت رقم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود در سود قرض پر لینے کے لیے آمادہ کرلیا۔ تاکہ اپنی شریفانہ بدمعاشی کے ذریعے ان کے بچے کھچے مادی وسائل کو بھی ان سے چھین لیا جائے اور ان کے بدن سے خون کا ایک ایک قطرہ نکال کر انہیں بے گوروکفن مرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ بس سود در سود قرض لینے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ترقی یافتہ اور پسماندہ ممالک میں فاصلے اور بڑھنے لگے اور جو پہلے سے غریب اور پسماندہ تھے۔ وہ بیرونی قرضوں کے سنہری جال میں اس طرح پھنس کر رہ گئے۔ جس سے نکلنے کی کوئی صورت انہیں دکھائی نہیں دیتی۔ جیسا کہ بھارت اور پاکستان کی زندہ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

بھارت کا تو پتہ نہیں۔ مگر پاکستان کے لیے سودی قسطوں کی ادائیگی کچھ اس طرح وبال جان بن گئی ہے کہ ہماری ہر حکومت کو مسلسل اور بار بار اپنے روپے کی قیمت کم کرنی پڑتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ڈالر حاصل کر کے سودی قسط کی بروقت ادائیگی کا بندوبست کیا جاسکے۔ پھر ہمارے روپے کی قیمت آئے روز جس برق رفتاری سے گرتی جارہی ہے اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جو ڈالر پندرہ روپے میں دستیاب تھا۔ دس سال کے بعد یعنی ۱۹۹۵ء میں اس کی قیمت دوگنی ہوگئی اور پھر صرف پانچ سال کے بعد چوگنی یعنی ساٹھ روپے ڈالر اور ہر شخص کو علم ہے کہ جس نسبت سے پاکستانی روپے کی قیمت گرتی جارہی ہے۔ اسی نسبت سے ملک میں مہنگائی۔ گرانی۔ غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر بدستور یہی صورتحال قائم رہی تو ہم اگلے دو چار سال میں جس بھیانک اور خوفناک انجام سے دوچار ہونے والے ہیں کوئی معجزہ ہی ہمیں اس سے بچا سکتا ہے اور ہماری حکومتوں کا حال یہ ہے کہ ہاتھ ہے باگ پر نہ پا ہے رکاب میں۔

اسی طرح جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا ہے۔ ہر ملک کے اندر بھی قریباً ایسی ہی صورتحال درپیش ہے۔ یعنی دولتمند اور سرمایہ دار طبقہ اپنی زائد از ضرورت رقم کو براہ راست یا بینک کے ذریعے ضرورت مندوں کو سود پر قرض دے کر ان کا استحصال کر رہا ہے اور ان کی خون پسینے کی کمائی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر اپنے عیش وعشرت کے سامان میں اضافہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے۔ گویا دنیا ایک ایسی اندھیر نگری اور چوپٹ راج کی مثال پیش کر رہی ہے جس میں ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا رہی ہے اور کوئی ایسی بالادست اور مرکزی قوت موجود نہیں جو بڑی مچھلیوں کو اس ظلم و زیادتی سے باز رکھ سکے۔

گویا انسان نے یہ جو حسین خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں اور جسمانی قوتوں سے بھرپور کام لے کر موجوداتِ عالم کو اس طرح مسخر کر لے۔ کہ اُسے کم سے کم مشقت اور محنت کے عوض زیادہ سے زیادہ آرام و آسائش ملے اور افرادِ معاشرہ کی محنت کے بدلے جو کچھ حاصل ہو۔ اسے اس طرح عدل و انصاف سے تقسیم کر دیا جائے۔ کہ تمام افراد معاشرہ یکساں اعتبار سے خوشحال اور فارغ البال ہو جائیں۔ ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ بلکہ اس سلسلے کی اس کی تمام تر سعی و کاوش کا اُلٹا نتیجہ برآمد ہوا ہے اور جس منزل کو سامنے رکھ کر اس نے اپنا سفر جاری کیا تھا۔ اُس کا ہر قدم اسے منزل سے روز بروز دور لے جا رہا ہے۔ یعنی اس نے امارت اور غربت کے فاصلے کم کرنے کیلئے جو بھی قدم اُٹھایا۔ اُس سے اُلٹا امیر۔ امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے گئے۔ جس کے نتیجے میں پورا عالم انسانیت ایک فسادِ عظیم کی لپیٹ میں آ گیا۔

ناکامی کی اصل وجہ:

انسان کی ناکامی اور نامرادی کی اصل وجہ جو ہے وہ یہ ہے کہ خالق کائنات نے ساری موجوداتِ عالم کو انسان کی خدمت کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اپنے دل و دماغ۔ ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان وغیرہ بھی اس کے ماتحت کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہی ان سب کا مقصد تخلیق ہے۔ علاوہ ازیں وہ سب قوانین فطرت کے بھی پابند ہیں۔ پھر انسان کا اپنا مقصدِ تخلیق یہ تھا کہ وہ آخرت پر ایمان لا کر خود کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وقف کر دیتا یا دوسرے الفاظ میں دنیا میں اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنے کے لیے کمربستہ ہو جاتا۔ تو اس طرز عمل سے وہ خود بھی قوانین فطرت کا اسی طرح پابند ہو جاتا۔ جیسا کہ کائنات کی دوسری چیزیں قوانین فطرت کی پابندی کر رہی ہیں۔ تو وہ یقیناً گوہر مقصود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے میں کامیاب ہوسکتا تھا۔ مگر جب اس نے اپنے خالق و مالک سے سرکشی اور بغاوت کا رویہ اختیار کیا۔ یعنی دوسرے الفاظ میں دوسری چیزوں کے برعکس قوانین فطرت کی خلاف ورزی کرنے لگا۔ تو اس سے نظام عالم میں فساد عظیم برپا ہوگیا اور وہ نہ صرف اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے میں ناکام رہ گیا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کے معاشرتی سیاسی اور قانونی اُمور و معاملات میں بھی خلل اور فساد کا شکار ہو گئے۔

پس جب سود کا لالچ دے کر مالداروں اور سرمایہ داروں سے زائد از ضرورت رقم لے کر بنکاری نظام کے ذریعہ اُسے کم آمدنی والوں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ تو اس اقدام سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں کیونکہ اس طرح الٹے بانس بریلی کو کے بمصداق دولت مخالف سمت میں گردش کرنے لگتی ہے۔ یعنی جن لوگوں کی آمدنی ضرورت سے کم ہوتی ہے وہ بھی سرمایہ دار سود کے ذریعہ ان سے چھین لیتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں بے شمار مفاسد جنم لے لیتے ہیں۔

پھر سودی نظام معیشت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے ہر فرد معاشرہ کے دل و دماغ میں حرص و ہوس کی ایک ایسی آگ بھڑک اُٹھتی ہے جو اُسے کسی وقت بھی چین نہیں لینے دیتی۔ پھر جتنی دولت اس کے پاس جمع ہوتی ہے وہ اس سے دگنا طلب کرنے لگتا ہے یعنی اگر اس کے پاس ایک لاکھ روپے جمع ہوں۔ تو وہ دو لاکھ کی خواہش کرنے لگتا ہے اور اگر ایک کروڑ جمع ہوں۔ تو وہ چاہتا ہے کہ ایک کروڑ اور اس کے ہاتھ آ جائیں۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ پھر جس طرح ڈاکو اور لٹیرے بڑی بڑی وارداتیں کرنے کے لیے گروہوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی پیشوا عامۃ الناس کو مذہبی فرقوں میں بانٹ لیتے ہیں اور سیاسی رہنما انہیں ملکوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ تاکہ ایک بڑی قوت بن کر دوسروں کا استحصال کیا جا سکے۔ جس کا آخری نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ توازن طاقت (Balance of Power) کے نام پر انسانی صلاحیتوں اور مادی وسائل کا ایک معتد بہ حصہ فوج اور دفاع جیسے منفی۔ تخریبی اور غیر پیداواری کاموں میں ضائع ہونے لگتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ پوری انسانیت کا مجموعی اعتبار سے آخری مقصود یہ قرار پاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ خطرناک اور مہلک آلات جنگ تیار کر کے آخر کار تمام انسانوں کو ہی صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے اور بس۔ یہ درست ہے کہ آج کے انسان کی حرکات و سکنات اور سرگرمیوں کو سرسری نظر سے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ روز بروز نت نئی اور حیرت انگیز ایجادات وجود میں لا کر بڑی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ مگر یہ سب کچھ فریب نظر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جتنی تیزی سے ترقی کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اُسی تیزی کے ساتھ اپنی ہلاکت اور تباہی کے گڑھے کے قریب بھی پہنچ رہا ہے۔

اُمید کی کرن:

کوئی شخص جو تیرنا نہ جانتا ہو کبھی گہرے پانی میں چھلانگ نہیں لگائے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس میں ڈوب کر ہلاک ہو جائے گا۔ کوئی شخص آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالنے سے وہ جل جائے گا۔ اسی طرح کوئی کسان گندم کے موسم میں دھان کی تخم ریزی کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اور نہ دھان کے موسم میں گندم کی بوائی کرنے پر۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ اس طرح اس کی ساری محنت اور سرمایہ ضائع ہو جائیں گے۔ یعنی انسان انفرادی حیثیت سے کبھی بھی قوانین فطرت کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کا نقصان فوراً ظاہر ہو جاتا ہے پس انسان کے اس رویے سے اُمید کی یہ کرن پھوٹتی ہے کہ جس وقت بھی اس کو یہ شعور حاصل ہو گیا کہ متذکرہ صدر سارے نقصانات دراصل دین فطرت کی خلاف ورزی کا منطقی نتیجہ ہیں۔ تو یوں سمجھئے کہ اسی وقت دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہونے لگ جائے گا۔

عبادت کے لیے جذبہ محرکہ:

انسان کے سوا دیگر موجودات عالم جو قوانین فطرت کے مطابق عمل کر رہی ہیں وہ اس لیے ایسا کر رہی ہیں کہ وہ سب مجبور محض پیدا کی گئی ہیں یعنی انہیں قوانین فطرت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوبست کر لے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات ارشاد فرمایا گیا۔

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (البقرہ:۳۸۔۳۹)

''پس اے بنی آدم میری طرف سے تمہارے پاس ایک ایسا ضابطہ حیات بھیجا جائے گا جو لوگ اُس کی پیروی کریں گے تو انہیں خوف وغم سے پاک ایک مثالی زندگی نصیب ہوگی۔ جن لوگوں نے اُس کی پیروی سے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ○

''لوگوں کے دین فطرت سے انحراف اور روگردانی کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد عظیم برپا ہوگیا ہے یہ دراصل ان کے غلط طرز عمل کے نتیجے کی صرف تھوڑی سی جھلک ہے اور اس کا اصل نتیجہ آخرت میں سامنے آئے گا۔ اور اس کا اصل نتیجہ آخرت میں سامنے آئے گا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی بدانجامی کی تھوڑی سی جھلک سے سبق حاصل کرلیں اور راہ راست اختیار کرلیں۔'' (الروم:۴۱)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ (السجدہ : ۲۱)

''اور ہم ان کی سرکشی اور بغاوت کے بدلے آخرت میں بڑے عذاب میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا میں انہیں مسلسل ادنیٰ درجے کے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاوقتیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوبست کرلے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات ارشاد فرمایا گیا۔

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (البقرہ:۳۸۔۳۹)

''پس اے بنی آدم میری طرف سے تمہارے پاس ایک ایسا ضابطہ حیات بھیجا جائے گا جو لوگ اُس کی پیروی کریں گے تو انہیں خوف وغم سے پاک ایک مثالی زندگی نصیب ہوگی۔ جن لوگوں نے اُس کی پیروی سے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○

''لوگوں کے دین فطرت سے انحراف اور روگردانی کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد عظیم برپا ہوگیا ہے یہ دراصل ان کے غلط طرز عمل کے نتیجے کی صرف تھوڑی سی جھلک ہے اور اس کا اصل نتیجہ آخرت میں سامنے آئے گا۔ اور اس کا اصل نتیجہ آخرت میں سامنے آئے گا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی بدانجامی کی تھوڑی سی جھلک سے سبق حاصل کرلیں اور راہ راست اختیار کرلیں۔'' (الروم:۴۱)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ (السجدہ : ۲۱)

''اور ہم ان کی سرکشی اور بغاوت کے بدلے آخرت میں بڑے عذاب میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا میں انہیں مسلسل ادنیٰ درجے کے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاوقتیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل مقصود آخرت کی کامیابی ہے:

ان تصریحات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ انسان کے لیے دنیا میں کامیابی یا ناکامی ایک ضمنی۔ عارضی اور معمولی درجے کی چیز ہے اور یہ دراصل آخرت کی کامیابی کا محض پیش خیمہ ہے اور اسی طرح دنیا کی ناکامی دراصل آخرت کے خراب ہونے کی ایک وارننگ ہے لہٰذا اس کے اعمال کا اصل اور پورا نتیجہ آخرت میں سامنے آئے گا۔ پس عقل و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دنیا کی بجائے آخرت کی کامیابی کو اپنا مطلوب و مقصود بنائے اور قدرت نے اس کے دل و دماغ میں حرص و لالچ کا جو قوی اور طاقتور عنصر ودیعت کیا ہے اس کا رخ دنیا سے ہٹا کر آخرت کی طرف موڑ دے یہی وہ جذبہ محرکہ ہے جسے اگر دنیا کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک عظیم فساد کا موجب ثابت ہوتا ہے اور اگر اُسے آخرت کی کامیابی کے لیے وقف کر دیا جائے تو انسان کے دل میں وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت کے لیے بے پناہ ولولہ و شوق پیدا کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر وہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا نظام وجود میں لانے کیلئے جان و مال کی کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔ پھر یہی عمل انسان کی دنیا بھی سنوار دیتا ہے اور اس کی آخرت میں کامیابی کی بھی کامل ضمانت دیتا ہے۔

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (لقمان:۲ تا ۵)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں جو ان محسنین کے لیے موجب ہدایت و رحمت ہیں۔ جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر ہوتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین آخرت کے تین بنیادی تقاضے

پہلا تقاضا: آخرت کو مقصود بنایا جائے:

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا ہے کہ ایک مسلم اور غیر مسلم میں اصلی فرق ہی یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان دنیا کو دار العمل تصور کر کے آخرت کی کامیابی کو اپنا مقصود و مطلوب بناتا ہے اور ایک غیر مسلم چاہے آخرت کو مانتا بھی ہو مگر وہ عملاً دنیا کی کامیابی کو ہی اپنا نصب العین بنا کر رکھتا ہے۔ پس بنکاری نظام میں بنیادی نقص یا خرابی یہ ہے کہ وہ آخرت کو قطعی نظر انداز کر کے صرف دنیا کی زندگی کو اہمیت دیتا ہے۔ جس سے ہر انسان ہمہ وقت حرص و ہوس کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ جس کو بجھانے کی کوشش میں نہ صرف سارے معاشرہ میں ایک عظیم فساد برپا ہو جاتا ہے۔ بلکہ اُس کی ساری کاوشوں کا آخری نتیجہ پوری انسانیت کی ہلاکت کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے برعکس سوشلزم انسان کے حرص و ہوس کے جذبہ کے آگے اس طرح بند باندھ دیتا ہے کہ اس کی ساری ذہنی و جسمانی صلاحیتیں ٹھٹھر کر بے کار ہو جائیں۔ پس ہر مسلمان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ کہ اگر وہ بھی غیر مسلموں کی طرح دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔ تو اگر چہ اُسے دنیا میں مسلمان ہی سمجھا جائے گا اور اس سے مسلمانوں جیسا برتاؤ بھی کیا جائے گا۔ مگر آخرت میں اُس کا انجام ایک غیر مسلم کے انجام سے قطعی مختلف نہیں ہوگا۔ کیونکہ قوانین کی خلاف ورزی کا نتیجہ یا نقصان سب کے لیے ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ چاہیے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

دوسرا تقاضا ''سود کی ممانعت'':

بینکاری نظام میں سودی لین دین ہی سارے فساد کی جڑ ہے۔ پس یقین آخرت کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان معاشرے میں سودی لین دین پر مکمل پابندی عائد کر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں سودی کاروبار کرنے والوں کو واضح اعتبار سے نہ صرف اللہ و رسول کے دشمن قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ انہیں صاف صاف اور دوٹوک انداز میں جہنم کی آگ میں ڈالے جانے کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔

"جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ کھڑے نہ ہوں گے مگر اسی طرح جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے یہ اس لیے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جو شخص اپنے رب کی نصیحت سے آگاہ ہونے کے بعد رک گیا۔ تو جو گزر گیا سو گزر گیا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ پھر جو دوبارہ حرام کی طرف لوٹا۔ تو ایسے لوگ جہنمی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔" (البقرہ:۲۷۵)

پس سودی لین دین کی ممانعت سے وہ جڑ ہی سرے سے کاٹ دی جاتی ہے جو انسانی معاشرے میں فساد کا باعث بنتی ہے۔

تیسرا تقاضا "انفاق فی سبیل اللہ":

دین اسلام سوشلزم کے برخلاف افراد کو ان کی نجی ملکیت سے محروم کر کے ان کی آزادی کو سلب نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ انہیں جائز اور حلال طریقے سے کھانے اور کمانے کا مکمل اختیار دے دیتا ہے۔ مگر آخرت کی کامیابی کا تقاضا یہ قرار دیتا ہے۔ کہ وہ اپنی کمائی میں سے بقدر ضرورت لے کر باقی سب کا سب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کیلئے صدقہ کر دیں۔ تا کہ اس کو اُن لوگوں کے کام میں لایا جائے جو کمانے سے معذور ہوں یا محنت کرنے کے باوجود انہیں ضرورت سے کم آمدنی حاصل ہوتی ہو۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"اے نبی! آپ سے مسلمان پوچھتے ہیں کہ کم از کم کتنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ آپ ان کو آگاہ کر دیں۔ کہ جو کچھ تمہاری جائز ضروریات سے بچ جائے وہ اللہ کی راہ میں دے دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اور اس بارے میں خود فیصلہ کرلیا کریں کہ دنیا میں کتنا رکھنا چاہیے اور آخرت کے لیے کتنا آگے بھیجنا چاہیے۔" (البقرہ:۲۱۹،۲۲۰)

اس کے بعد آگے چل کر انہیں پھر یاددہانی کرائی گئی۔

"اے ایمان والو! ہم نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے زیادہ سے زیادہ آخرت کے لیے وقف کردو۔ کیونکہ اس روز آدمی کے پاس کچھ نہ ہوگا کہ اسے دے کر اپنی جان چھڑالے۔ نہ اس روز کسی کی دوستی کام دے گی اور نہ کسی کی سفارش۔ اور کافر آخرت سے انکار کر کے اپنے اوپر ظلم کررہے ہیں۔" (البقرہ:۲۵۴)

غرض اس عمل کی ضرورت واہمیت کا اس امر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں زائد از ضرورت کو اپنے پاس رکھنے کے لیے کوئی خفیف سا اشارہ تک نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں سو سے زیادہ دفعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کے لیے زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہمیں اس امر سے بھی آگاہ کردیا گیا ہے۔ کہ جن کو اپنی کمائی کے بدلے زائد از ضرورت رقم ہاتھ لگی ہے۔ یہ دراصل ان لوگوں کا حق ہے۔ جنہیں اپنی محنت کے بدلے ضرورت سے کم آمدنی ہوتی ہے اور ان کا بھی جو کمانے سے معذور ہوتے ہیں۔

"کیا یہ دیکھتے نہیں کہ اللہ جس کا چاہے رزق پھیلا دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ پس تو دے حق اپنے قریبی کو اور مسکین کو اور مسافر کو یہ عمل ان لوگوں کے لیے بہت ہے۔ جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" (الروم:۳۷، ۳۸)

ذوالقربیٰ سے مراد اپنے ضرورت مند رشتے دار بھی ہیں اور وہ لوگ بھی جو ہمارے قریب رہتے ہیں۔ مسکین سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی آمدنی سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ مگر وہ شرم اور غیرت سے نہ تو کسی کے آگے مالی امداد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہاتھ پھیلاتا ہے اور نہ کسی کے زیر بار احسان ہونا گوارا کرتا ہے۔ ابن سبیل یا مسافر سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی سربلندی کے لیے تبلیغ یا جہاد و قتال کے لیے گھروں سے نکلے ہوتے ہیں۔

پس جب ان ساری آیات کو بیک وقت سامنے رکھا جائے۔ تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کو زائد از ضرورت آمدنی ہو جاتی ہے یہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے یہ ان کو اس لیے نہیں دی گئی کہ وہ اسے اپنے عیش و عشرت پر صرف کریں یا فضول خرچیوں میں اڑا دیں۔ یا ضرورتمندوں کو سود پر قرض دیں۔ بلکہ یہ دراصل غریبوں اور ناداروں کا حق ہے جو ان کا اخلاقی امتحان لینے کے لیے ان کے قبضہ میں دے دی گئی ہے اب ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ شرافت اور دیانتداری سے حقداروں کا حق انہیں لوٹا دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ایسے غاصبوں کو بروز قیامت اپنے اس ظلم و زیادتی کا سخت خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور اس سنگین جرم کے بدلے انہیں قرار واقعی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تو لوگوں کو بخشنے کیلئے بہانے تلاش کرتا ہے ورنہ وہ چاہتا۔ تو خود ہی ہر شخص کو اتنا ہی دیتا۔ جو اس کی ضرورت کے کافی ہو سکتا تھا۔ پھر یہ مالدار اور سرمایہ دار اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔ ان کو سوچنا چاہئے۔ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ کس قدر احسان عظیم ہے۔ کہ وہ غریبوں اور ناداروں کا حق ان کے ہاتھ سے دلوا کر ان کو عزت و اکرام بھی دیتا ہے اور انہیں آخرت میں بخش دینے کا وعدہ بھی فرماتا ہے اس کے باوجود اگر وہ اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر دوسروں کا حق نہ صرف دبا کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ الٹا اس پر سود وصول کر کے ان کے بچے کھچے وسائل بھی ان سے چھین لیں۔ تو پھر عدل و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں اس جرم عظیم کے بدلے سخت سے سخت سزا دی جائے اور پھر موت تو ہر وقت سر پر کھڑی ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ کس گھڑی ہم سے سارا مال و متاع چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے اور ہمیں ان امانتوں کا حساب دینے کے لیے اپنے خالق و مالک کے روبرو اچانک کھڑا کر دیا جائے بس جو شخص آخرت کی باز پرس کا یقین رکھتا ہو اس سے ہرگز یہ اُمید نہیں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی کہ اپنی زائداز ضرورت آمدنی کو اس کے حقداروں کو پہنچانے کی بجائے نہ صرف دبا کر بیٹھ جائے بلکہ اس پر سود وصول کر کے غریبوں کی رہی سہی پونجی بھی ان سے چھین لے۔

مثالی معاشرہ کے قیام کے لیے تین مخصوص شرائط:

جب یہ امر طے پا گیا کہ جن مسلمانوں کی اپنی محنت کے بدلے زائداز ضرورت آمدنی ہو۔ وہ معاشرے کے غریبوں اور ناداروں کا حق ہے۔ تو پھر اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حق کو ضرورتمندوں تک پہنچانے کیلئے کیا حکمت عملی یا پالیسی اختیار کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے قرآن حکیم میں تین شرائط کو پورا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ تو احسان جتائیں اور نہ تکلیف دیں۔ تو پھر اُن کے اس عمل کا اجر ان کے رب کے ذمہ ہے اور انہیں خوف وغم سے پاک زندگی نصیب ہوگی۔'' (البقرہ:۲۶۲)

۲۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

''وہ لوگ جو اپنے اموال دن ہو یا رات کھلے اور چھپے ہمہ وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس عمل کا اجر ان کے رب کے ذمہ ہے اور انہیں خوف وغم سے پاک زندگی نصیب ہوگی۔''

(البقرہ:۲۷۴)

۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمْ يَحْزَنُوْنَ○

"بے شک جو لوگ ایمان لانے کے بعد اعمال صالح بجالاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کے اس عمل کا اجر اُن کے رب کے ذمہ ہے اور انہیں خوف وغم سے پاک زندگی نصیب ہوگی۔" (البقرہ:۲۷۷)

اب ان تین شرائط کے باہمی تعلق کو واضح کرنے کے لیے ہم سب سے پہلے تیسری اور آخری شرط کو سامنے رکھتے ہیں جیسا کہ پیشتر ازیں عرض کیا گیا ہے کہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کوئی انفرادی عمل نہیں۔ بلکہ اس کا اصل تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک اسلامی حکومت وجود میں لائی جائے۔ جو ایک ایسا سازگار ماحول وجود میں لائے کہ ہر بالغ مسلمان مرد و عورت روزانہ صلوٰۃ پنجگانہ کی مستعدی کے ساتھ پابندی کرے۔ تاکہ اقامتِ صلوٰۃ کے ذریعہ وہ ہمہ وقت آخرت کی کامیابی کو اپنے پیش نظر رکھ کر زندگی بسر کریں اور کسی ایک لمحے بھی اپنے حقیقی معبود اور اصلی مقصود سے غافل نہ ہو سکیں۔ اس کے علاوہ مسجدوں کی طرح پورے ملک میں بیت المال کا ایک جال بچھا دیا جائے اور صاحب نصاب لوگوں سے زکوٰۃ اور کاشتکاروں سے عشر وغیرہ وصول کر کے اسے مقامی بیت المال میں جمع کرنے کا بندوبست کیا جائے جیسا کہ مختلف اموال کے معاملہ میں زکوٰۃ کی حسب ذیل شرح مقرر فرمائی گئی ہے۔

۱۔ سونے چاندی اور زر نقد کی صورت میں جو دولت جمع ہو۔ اُس پر ڈھائی فیصد سالانہ۔

۲۔ تجارتی اموال کا حساب کر کے اُس پر ڈھائی فیصد سالانہ۔

۳۔ زرعی پیداوار پر جبکہ وہ بارانی زمینوں سے ہو۔ 10 فیصد۔

۴۔ زرعی پیداوار پر جبکہ وہ مصنوعی آبپاشی سے ہو 5 فیصد۔

۵۔ معدنیات پر جبکہ وہ نجی ملکیت میں ہوں اور دفینوں پر 20 فیصد سالانہ۔

۶۔ جو مویشی افزائش نسل اور فروخت کی غرض سے پالے جائیں (زکوٰۃ کی شرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ کے لیے مختلف ہے)

۷۔ فطرانہ اور قربانی کی کھالیں وغیرہ۔

پھر اس بیت المال کی آمدنی سے سارے افراد مملکت کو تحفظ معاش اور تحفظ روزگار کی ضمانت دے کر انہیں بھرپور ترغیب دی جائے کہ جس کسی کے پاس زائد از ضرورت رقم ہو وہ صدقات یا عطیات کے طور پر بیت المال میں جمع کرا دے تاہم جو شخص اپنا مال صدقہ یا خیرات میں نہ دینا چاہتا ہو۔ وہ اسے مقامی بیت المال میں بطور امانت جمع کرا سکتا ہے۔ جو عند الطلب واپس لینے کا مجاز ہوگا۔ کیونکہ زکوٰۃ کے علاوہ بقیہ اموال کا فی سبیل اللہ خرچ کرنا ہر مسلمان کی اپنی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

جب اس طرز عمل سے ہر مقامی بیت المال میں کافی رقم جمع ہو جائے گی تو پھر حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اسے جو طریقہ مناسب نظر آئے اس کے مطابق اسے ضرورتمندوں تک پہنچانے کا بندوبست کرے۔ مثلاً اس رقم سے تمام افراد مملکت کو بلا امتیاز مفت تعلیم علاج اور انصاف کی سہولتیں بھی مہیا کی جا سکتی ہیں۔ غریبوں اور ناداروں کے لیے ماہانہ وظائف مقرر کر کے ان کی مالی امداد بھی کی جا سکتی ہے کاروباری حضرات کو آسان اقساط پر قرض حسنہ بھی دیا جا سکتا ہے مختلف مقامات پر کارخانے اور فیکٹریاں بنا کر بیروزگاروں کے لیے روزگار بھی مہیا کیا جا سکتا ہے اور مبلغین اور مجاہدین کے لیے بھی حسب ضرورت رقم مہیا کی جا سکتی ہے تاکہ وہ پورے اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دے سکیں۔

پھر جب بیت المال کا قیام عمل میں آئے گا تو پہلی دو شرائط بھی خود بخود پوری ہو جائیں گی۔ کیونکہ ایک تو تحفظ معاش کی ضمانت مل جانے سے مالداروں اور سرمایہ داروں کے لیے اپنی زائد از ضرورت آمدنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہیں برے وقت کے لیے کچھ بچانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی اور دوسرے جب وہ اپنے صدقات وغیرہ براہ راست ضرورت مندوں اور مسکینوں کو دینے کی بجائے بیت المال کے ذریعے پہنچائیں گے۔ تو اس خفیہ یا پوشیدہ طریقے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ صدقہ لینے والے کو پتہ ہوگا کہ اس نے صدقہ کس سے لیا ہے اور نہ دینے والے کو ہی معلوم ہوگا کہ اس سے صدقہ کس نے لیا ہے اس طرح خیرات کرنے والے کو اپنا صدقہ دینے کے بعد کسی پر احسان دھرنے یا اسے کوئی تکلیف پہنچانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا اور نہ خیرات لینے والے کی عزتِ نفس مجروح ہوگی۔

در جہاں کس نباشد محتاج کس
نکتہ شرع مبیں ایں است وبس

ایک مسلمان معاشرے میں جب سارے افراد مجموعی اعتبار سے دنیا کی بجائے آخرت کی کامیابی کو اپنا مقصود و مطلوب بنا کر زندگی بسر کریں گے۔ اس کے علاوہ ہر مقامی بیت المال بھی انہیں حسب ضرورت اور بروقت مالی امداد مہیا کرنے کی ضمانت دے گا تو پھر کسی فرد کو یہ ضرورت ہی باقی نہ رہے گی کہ حلال اور پاکیزہ طریق سے روزی کمانے کی بجائے کوئی حرام طریقہ اختیار کرے اور غبن، فراڈ، جعلسازی، بلاوٹ اور چوری وڈاکہ زنی وغیرہ کے جرائم میں ملوث ہو کر دوسروں کا حق مارے۔ تاہم بفرض محال اگر کوئی ایسا شخص اس نوع کا جرم کرتا ہوا پکڑا جائے گا تو اسلامی حدود و تعزیرات کا نفاذ کر کے ایسے مجرموں کو کڑی اور عبرتناک سزا دی جائے گی۔

پس جب ہم اپنے ملک میں متذکرہ صدر تین عوامل کی پیروی کر کے خوف وغم سے پاک ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں لے آئیں گے تو گویا اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا تقاضا پورا ہو جائے گا اسی کو دوسرے الفاظ میں ہدایت ربانی کی پیروی بھی کہہ سکتے ہیں اور اقامت دین بھی کہہ سکتے ہیں۔ باقی جتنے احکام ہیں وہ شریعت کی ذیل میں شمار کیے جائیں گے۔ گویا دین ہی وہ بنیاد ہے جس پر شریعت کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ اور دین ہی کی بناء پر سارے مسلمان جماعتِ واحدہ بھی بن سکتے ہیں۔ ورنہ دین کے علاوہ اور کوئی چیز انہیں فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہونے سے نہیں روک سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدتِ انسانیت:

پھر جیسا کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا نظام وجود میں لانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت و تائید بھی ہمارے شامل حال ہوگی۔ اس لیے دنیا بھر میں ہمارے ملک کو سپر پاور کا درجہ حاصل ہو جائے گا اور ہم ایک ناقابل تسخیر قوت میں ڈھل کر پہلے مرحلے میں تمام مسلم ممالک کو ایک کمان کے تحت لانے کی جدوجہد کریں گے پھر اس کے بعد دیگر ممالک کی باری آئے گی۔ ان کو یہ دعوت دی جائے گی۔ کہ وہ یا تو اپنے ادیان باطلہ سے دستبردار ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا پھر اسلامی ریاست کی ماتحتی اختیار کر کے ذمی بن کر رہیں۔ پھر اگر انہیں ان دونوں شرائط میں سے کوئی شرط بھی منظور نہ ہو تو ان سے باقاعدہ اعلان جنگ کر کے انہیں اسلامی ریاست کے تحت لایا جائے گا کیونکہ دین اسلام کا اصلی تقاضا یہ ہے کہ روئے زمین پر صرف ایک ہی ریاست ہونی چاہیے اور وہ اسلامی ریاست ہونی چاہیے اور مسلمانوں کو جیتے جی کسی غیر مسلم کو روئے زمین کے کسی بھی کونے میں اپنی حکومت قائم کرنے کو ہرگز برداشت نہ کرنا چاہیے تاکہ فرقہ بندی کا مکمل خاتمہ ہو جائے اور پوری دنیا میں صرف اسلام کی حکمرانی قائم ہو جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ''اُن سے لڑتے رہو حتیٰ کہ کسی نوع کا فتنہ باقی نہ رہے اور کل دنیا میں اللہ کا دین قائم ہو جائے۔'' (الانفال:۳۹)

دین اسلام اور اُصول زوجین:

یہ شرف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو حاصل ہے کہ وہ ہر لحاظ سے کامل و اکمل اور ہر نقص اور عیب سے پاک ہے اس کیسوا جتنی بھی مخلوق ہے۔ ان میں سے ہر چیز نامکمل اور ناقص ہے تاوقتیکہ وہ اپنے جوڑے سے تعاون حاصل نہ کر لے جیسے دن کے ساتھ رات۔ سورج کے ساتھ چاند۔ مرد کے ساتھ عورت۔ ایک کان کے ساتھ دوسرا کان۔ ایک آنکھ کے ساتھ دوسری آنکھ۔ ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرا ہاتھ اور ایک ٹانگ کے ساتھ دوسری ٹانگ پیدا کر کے ان سب کو ایک دوسرے کا معاون و مددگار بنا دیا گیا ہے۔ تو پھر منطقی اعتبار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر شے کا ایک جوڑا اور ساتھی ہے تو پھر اس دنیا کا جوڑا اور ساتھی کونسا ہے۔ مگر کوئی بھی باطل نظام حیات چاہے بینکاری نظام ہو یا سوشلزم یا کوئی اور وہ اس اہم ترین سوال کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک دنیا کے کسی جوڑے اور ساتھی کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنی فکری نارسائی کا پہلے ہی دن سے اعتراف کر لیتے ہیں اور یہی ان کے غیر فطری اور باطل ہونیکا بین ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور ان پر عمل کرنے سے دنیا کی زندگی ہمارے لیے باعث سکون بننے کی بجائے دکھوں کا گھر بن جاتی ہے۔ یہ صرف دین اسلام ہی ہے۔ جو اس سوال کا معقول جواب دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ دنیا کا جوڑا آخرت ہے اور اگر ہم آخرت کے روز پر یقین کر کے زندگی گزاریں اور اس کے تقاضے سے ہم دوسروں کے حقوق پورے پورے ادا کرتے رہیں تو دنیا اور آخرت دونوں ہمارے لیے باعث رحمت بن جاتی ہیں کیونکہ اس طریقے سے وہ دونوں ایک دوسرے سے اسی طرح تعاون کرتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے جوڑے آپس میں تعاون کرتے ہیں مثلاً ایک آنکھ دوسری آنکھ سے، ایک کان دوسرے کان سے، ایک بازو دوسرے بازو سے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ سے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ دین اسلام ہی فطری نظام حیات ہے اور دیگر سب نظام غیر فطری اور باطل ہیں۔

دین اسلام اور اُصولِ عمل، وردعمل:

اسی طرح ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ضرور ہوتا ہے مثلاً جب ہم زمین کو پیچھے کی جانب دھکا دیتے ہیں تو یہ ردعمل میں آگے کی طرف چلاتی ہے۔ جب پرندے ہوا کو پروں کے ذریعے نیچے اور پیچھے کی طرف دھکیلتے ہیں تو وہ ردعمل میں پرندوں کو اڑنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اسی اصول فطرت کو معلوم کر کے انسان ہوائی جہاز بنانے میں کامیاب ہوا ہے جو ٹنوں وزن اور ہزاروں آدمیوں کو بیک وقت اپنے اوپر سوار کر کے دنوں کا فیصلہ گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کرتا ہے۔ تو پھر ہم انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاشی مسئلہ کو حل کرنے کیلئے کیوں نہ اسی اُصول کو مدنظر رکھیں۔ یعنی پوری دنیا میں بیت المال کا جال پھیلا دیا جائے۔ تاکہ ہر شخص اپنی زائد از ضرورت آمدنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے صدقہ کے طور پر اس میں جمع کرتا رہے تو اس عمل کے ردعمل میں بیت المال ہماری دنیا و آخرت دونوں جگہ خوف وغم سے پاک زندگی کی ضمانت دے دے گا اور یہی بات قرآن حکیم میں جگہ جگہ بیان فرمائی گئی ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (الاعراف : ۹۶)

''اگر بستیوں والے ایمان لا کر تقویٰ کی روش اختیار کر لیتے تو ہم لوگوں پر زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلانے کی روش اختیار کر لی۔ تو ہم نے ان کی سرکشی پر انہیں عذاب میں گرفتار کر لیا۔''

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (النحل : ۳۰، ۳۱)

''اللہ سے ڈرنے والوں سے پوچھا گیا کہ اللہ نے کیا تعلیم نازل فرمائی ہے تو اُنہوں نے کہا نہایت عمدہ اور حکمت کی بات یعنی جو لوگ آسمانی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں۔ ان کے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور ان کی آخرت کی زندگی تو درجہا اچھی ہوگی اور کیا ہی عمدہ ہے متقین کی قیام گاہ وہ عدن کے باغات جن میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔ وہاں ان کی ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش پوری کی جائے گی اللہ متقین کو ان کی نیک عملی کا ایسا ہی عمدہ بدلہ لیتا ہے۔"

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ، (الزمر : ۱۰)

"اے نبی تم فرمادو۔ اے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ جنہوں نے بھلائی کا راستہ اختیار کیا اُن کے لیے آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھلائی ہے۔"

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ، اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

"جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال کو ہر وقت کھلے اور چھپے خرچ کرتے رہتے ہیں بیشک وہ ایک ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں کسی خسارے کا اندیشہ نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ یعنی اللہ ان کے اس عمل کا اجر بھی پورا دے گا اور ان کے دیئے ہوئے اموال کو کئی گنا بڑھا کر واپس بھی کر دے گا۔ کیونکہ وہی گناہ بھی بخشنے والا ہے اور قدر دان بھی ہے۔" (فاطر:۲۹۔۳۰)

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ، وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (التغابن:۱۶۔۱۷)

"اگر تم اللہ کو قرض حسن دو گے تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے گا۔ علاوہ ازیں تمہاری کوتاہیوں اور غلطیوں سے درگزر بھی فرمائے گا۔ جو لوگ بخل کی بجائے فراخدلی کا راستہ اختیار کرلیں وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاح یافتہ ہو سکتے ہیں اور اللہ قدر دان اور حلیم ہے۔"

مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ، وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

"اگر تم مال کو اپنے قبضہ میں رکھو گے تو یہ ایک نہ ایک دن ختم ہو سکتا ہے اور اگر تم اسے اللہ کے خزانے میں رکھ دو گے تو یہ کبھی ختم نہ ہوگا علاوہ ازیں ثابت قدم رہنے والوں کو ہم آخرت میں بہت اچھا بدلہ دیں گے جو کوئی مومن مرد و عورت عمل صالح کی روش اختیار کریں گے ہم انہیں دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی دیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔" (النحل:۹۶،۹۷)

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ، وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ ۔

"ہاں ہاں تم کو تاکید کی جاتی ہے کہ اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرو پھر یہ بات سن کر کچھ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں حالانکہ جو بخل سے کام لے گا وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔" (محمد:۳۸)

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل:۲۶۔۲۷)

"اے بندے جو تیرے پاس فاضل دولت ہے یہ تمہارے قریبیوں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے پس تو دیانتداری سے انکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امانت انہیں لوٹا دے اور اس مال کو فضول کاموں میں صرف نہ کرے بیشک مال کو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا نہایت ناشکرا اور احسان فراموش ہے۔"

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُلَهٗ ، وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَیُخْلِفُهٗ ج وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○ (سبا:۳۹)

"اے رسول اللہ آپ فرما دیں کہ اگر اللہ کسی کو زائد از ضرورت مال دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس سے خوش ہے اور اگر کسی تنگدستی میں مبتلا کرتا ہے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ وہ اس سے ناراض ہے بلکہ ایسا تمہارے امتحان کے لیے کیا گیا ہے اگر تم اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مال خرچ کرو گے تو وہ تمہیں اس کی جگہ اور دے دے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ اللہ بہت بڑا رزق عطا کرنے والا ہے۔"

وَاِذْتَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ○ (ابراھیم : ۷)

"اور یہ بات یاد رکھو کہ اللہ نے عام اعلان کر دیا ہے کہ اگر تم ہمارا شکر ادا کرو گے۔ تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے اور اگر ناشکری کی روش اختیار کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ ناشکروں اور نمک حراموں کیلئے میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔"

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ، وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○

"جو لوگ بخل سے کام لیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیں اور اللہ نے جو کچھ انہیں عطا کیا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھیں۔ تو ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافروں کیلئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (النساء:۳۷)

پس کائنات اور واقعات، قرآن حکیم اور عقل سلیم سب اس امر پر متفق ہیں کہ انسانیت کے لیے بہترین نظام بیت المال کا قیام ہے اور اسی پر ہماری دنیا و آخرت کی فلاح کا دارمدار ہے۔ گویا ایک ذرا سی تبدیلی سے یعنی آدمی اگر روپیہ پیسہ گھر میں یا بینک میں رکھنے کی بجائے مقامی بیت المال میں رکھ دے۔ تو نہ صرف یہی دنیا جنت نظیر بن جائے۔ بلکہ آخرت میں بھی وہ جہنم سے بچ کر جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

شجر ممنوعہ:

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا ہے شروع میں جب آدمؑ و حواؑ کو جنت میں داخل فرمایا گیا تھا۔ تو انہیں یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ اس جنت میں سے جو چاہیں کھا پی سکتے ہیں سوائے ایک درخت کے جس کا پھل کھانا ممنوع قرار دیا گیا تھا اور انہیں انتباہ کیا گیا تھا۔ کہ اگر انہوں نے ہدایت کی خلاف ورزی کی تو وہ اپنے ساتھ سخت ظلم کریں گے۔ پھر شیطان نے انہیں یہ کہہ کر ورغلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت سے نکال کر زمین پر لے جانا ہے۔ وہاں تمہیں اپنی روزی کے لیے مشقت بھی کرنی ہوگی اور وہاں کی زندگی بھی عارضی ہوگی۔ اگر تم شجرِ ممنوعہ کا پھل چکھ لو گے تو پھر تم کبھی بھی جنت سے نہ نکالے جاؤ گے بلکہ اس میں ہمیشہ عیش و آرام سے رہو گے۔ پھر جنت میں ہمیشہ آباد رہنے کے حرص و لالچ نے ان کی عقل پر اس طرح پردہ ڈال دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے روگردانی کر کے شجر ممنوعہ کا پھل چکھ لیا اور اُن کا یہی فعل ان کے لیے جنت سے نکالے جانے کا باعث بن گیا اور پھر انہیں زمین پر آنا پڑ گیا۔

زمین پر آنے کے بعد جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اُن کے توبہ کرنے کے بعد ان کو ان کی اولاد سمیت دوسری بار نئی ہدایت دی گئی اور اس مقصد کے لیے انہیں متذکرہ صدر کم از کم تین شرائط پوری کرنے کی تاکید فرمائی گئی۔ جس کے نتیجے میں انہیں دنیا و آخرت دونوں جگہ خوف و غم سے پاک زندگی کی بشارت دی گئی تھی۔ یعنی اگر وہ اقامتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا التزام کر کے اجتماعی بچت کا طریقہ اختیار کر لیں گے۔ تو ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے نہ حال میں کسی نوع کی تنگدستی کا اندیشہ باقی رہے گا اور نہ مستقبل میں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پابندی کرنے سے انہیں اگلی زندگی میں ہمیشہ کے لیے ایسی جنت میں داخل کر دیا جائے گا جہاں ان کی ہر خواہش اور مراد پوری ہوگی۔

اب شیطان بنی آدم کو ورغلانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کرتا ہے کہ وہ آدمی کے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ اگر وہ انفرادی حیثیت سے بچت کر کے اسے جمع کرتا جائے تو اُسے اور اس کی اولاد کو تنگدستی کی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب افراد کی اکثریت اجتماعی بچت کی بجائے فرداً فرداً بچت کرنے کے طریقے کو اختیار کر لیتی ہے۔ تو جس قدر ان کی بچت میں اضافہ ہونے لگتا ہے اسی قدر ان کے سینوں میں حرص و ہوس کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ پھر مرنے کے بعد یہی آگ دوزخ کی آگ میں تبدیل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ یہی طرز عمل دنیا میں نہ صرف سود کے لین دین کی بنیاد ثابت ہوتا ہے بلکہ بنی آدم کو فرقوں اور ملکوں میں تقسیم کرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے اور پھر فرقہ بندی اور سودی معیشت نظام عالم میں ایک عظیم فساد برپا کر دیتے ہیں جس کا آخری نتیجہ پوری انسانیت کی ہلاکت و بربادی کی صورت میں ہی نکل سکتا ہے پس درج ذیل آیات میں دونوں قسم کے نتائج کی مختصر نشاندہی فرمائی گئی ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر چلنے سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور شیطان کے طریقے پر عمل کرنے سے کیا نتیجہ۔

''شیطان تمہیں تنگدستی سے ڈرا کر شرمناک رویہ اختیار کرنے پر اکساتا ہے اور اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ اگر تم اس کی راہ میں مال خرچ کرو گے تو وہ اپنے فضل سے دنیا میں بھی بڑھا چڑھا کر واپس دے دے گا اور اس نیک عملی کے بدلے آخرت میں بھی تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ وہی وسیع خزانوں کا مالک ہے۔ اور وہی جانتا ہے کہ ان خزانوں کو کس طرح استعمال میں لانا چاہیے۔'' (البقرہ:۲۶۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔'' (البقرہ:۲۷۶)

پس متذکرہ صدر تین شرائط کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ مال کو اپنے پاس ہرگز جمع نہ کیا جائے کیونکہ اس کا جمع کرنا گویا آگ کا جمع کرنا ہے اس کے برعکس اگر بیت المال قائم کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس میں جمع کر دیا جائے۔ تو یہی آگ انسان کے لیے گلزار بن جاتی ہے۔ پس ان ساری آیات کو پیش نظر رکھ کر دین اسلام کا درج ذیل ایک مختصر خاکہ وجود میں آ جاتا ہے جسے ایک نظر میں دیکھ کر بآسانی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کون لوگ راہ راست پر چل رہے ہیں اور کون غلط راہ پر۔

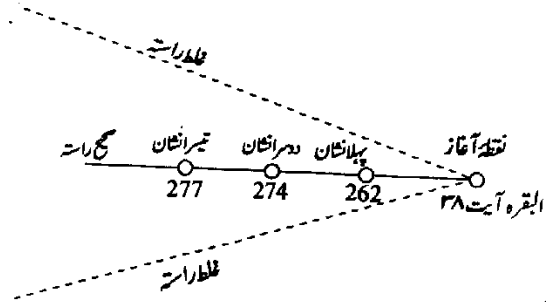

انفاق کی اہمیت (حدیث کی روشنی میں):

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاجر آدمی کے پاس مال دولت کی فراوانی دیکھ کر اُس پر رشک نہ کرو۔ تم اس عذاب کو نہیں جانتے۔ جو دوسروں کے حقوق دبانے کی وجہ سے اُسے آخرت میں ملنے والا ہے۔ اس کے لیے ایک قاتل ہے یعنی آگ (شرح السنہ)

۲۔ حضرت انسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ وہ بھیڑ کے بچے کی طرح ذلیل ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے میں نے تجھے مال عطا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا تجھے دولت بخشی تھی۔ تجھ پر انعام کیا تھا تو نے میرا کیا شکر ادا کیا وہ جواب دے گا پروردگار میں نے اسے جمع کیا اُسے بڑھایا اور بہت زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ آپ مجھے واپس بھیج دیجئے لے کر آتا ہوں۔ تب یہ بات سامنے آجائے گی کہ اس آدمی نے آگے کچھ بھی نہیں بھیجا۔ تب اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے سیاہ پتھریلے علاقے میں جا رہا تھا کہ ہم اُحد کے سامنے پہنچ گئے آپؐ نے فرمایا ابوذرؓ۔ میں نے عرض کیا۔ لبیک یا رسول اللہؐ!، آپؐ نے فرمایا مجھے اس بات کی خوشی نہیں ہوگی کہ میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو اور تین دن کے بعد میرے پاس اس میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔ مگر اتنا حصہ جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے بچا رکھوں باقی سب اللہ کی راہ میں بے دریغ دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کر دوں گا پھر آپ نے فرمایا سنو زیادہ مال والے ہی قیامت کے دن زیر عتاب ہوں گے سوائے ان کے جو بے دریغ دائیں بائیں آگے پیچھے خرچ کرتے رہیں گے۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال اس کے لیے اس کے مال میں سے وہ ہے جو اس نے کھا لیا اور ختم کر دیا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا۔ دے دیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا اس کے سوا جو کچھ ہے لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

مسلمانوں اور کافروں میں تیسرا فرق:

قارئین کرام! پچھلی سطور میں دوٹوک الفاظ اور واضح انداز میں یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ دین اسلام، اقامت الصلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا دوسرا نام ہے، باقی سارے احکام شریعت کی ذیل میں آتے ہیں۔ دین ہمیشہ سے غیر متبدل اور مستقل رہا ہے۔ ہر نبی و رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے اپنے دور میں لوگوں کو اسی دین کی دعوت دی ہے البتہ شرعی احکام میں کچھ نہ کچھ ردوبدل ہوتا رہا ہے پھر اقامتِ صلوٰۃ وایتائے زکوٰۃ ہی وہ انقلابی عمل ہے جس کے ذریعے ہم ہدایت ربانی کی پیروی کر کے دنیا میں خوف وغم سے پاک ایک ایسا مثالی معاشرہ وجود میں لا سکتے ہیں جس میں کسی ظلم وناانصافی، غریبی و بے روزگاری اور مہنگائی وگرانی کا نام و نسان بھی باقی نہ رہے، تاکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پایہ تکمیل تک پہنچ جائے لہذا سچے مسلمان وہ ہوتے ہیں جو خود بھی اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا التزام کرتے ہیں اور پھر اس نظام حیات کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کے لیے جان و مال کی کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ اور جب وہ دوسرے لوگوں سے ایسا پاکیزہ اور صالح نظام وجود میں لانے کے لیے اُن سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں تو مترفین اور مخالفین یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس خزانوں کی کونسی کمی ہے۔ وہ اگر خود ہی کسی مصلحت سے غریبوں کو نہیں دینا چاہتا تو ہم کیوں اُس کی مرضی کے خلاف غریبوں کی مدد کریں۔ لہٰذا جو لوگ اس طرح کی انقلابی باتیں کرتے ہیں وہ نہایت بیوقوف ہیں۔ جو ایک ایسے کام میں اپنی جانیں اور مال کھپا رہے ہیں جو نہ صرف ناممکنات میں سے ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں خلل ڈالنے کے مترادف بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

> ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو (تاکہ سب کی ضروریات یکساں اعتبار سے پوری ہوں) تو منکرین، اہل ایمان سے کہتے ہیں کیا ہم اپنا مال اُن کو دے دیں۔ جنہیں خود اللہ بھی دینا نہیں چاہتا۔ تم کیسے احمق ہو (کہ وقت اور مال بھی ضائع کرتے ہو اور اللہ کو ناراض بھی)'' (یٰسین: ۴۷)

اب دیکھنا یہ ہے کہ کل بروز محشر ہم میں سے کون اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انقلابیوں کی صف میں کھڑا ہونا پسند کرتا ہے یا انقلاب دشمنوں کی جماعت میں۔

وہ جو حرفِ قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید وہ حقیقت اس دور میں ہو نمودار

زکوٰۃ اور صدقات میں اُصولی فرق:

اللہ تعالیٰ کا اصل منشاء یہی ہے کہ ہر وہ شخص جس کے پاس زائد از ضرورت پیسہ ہو۔ وہ اپنی آخرت کی کامیابی کے لیے ان لوگوں کے لیے وقف کر دے۔ جو کمانے سے معذور ہوں یا کمانے کے باوجود انہیں ضرورت سے کم آمدنی ہو۔ اس طرح وہ ثابت کر دے۔ کہ وہ آخرت پر ایمان لانے کے دعویٰ میں صادق اور سچا ہے۔ یہ گویا ایک ایسا پیمانہ ہے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک مسلمان دنیا پر آخرت کو کس قدر ترجیح اور فوقیت دیتا ہے۔ مگر اس راستے میں جو چیز مانع ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کل اُسے ناگہانی طور پر کسی بڑی رقم کی ضرورت پڑ گئی۔ تو پھر وہ کس کس کے سامنے دستِ سوال دراز کرے گا اور پھر بھی کیا ضروری ہے کہ مطلوبہ رقم اُسے مہیا ہو جائے۔ یہی سوچ کر وہ اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور پھر زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ تاکہ وہ برے وقت میں کام آسکے۔

پس اس رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے اسلامی حکومت کو قانوناً یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ صاحبِ نصاب حضرات کی آمدنی کا ایک قلیل سا حصہ بطور زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال قائم کرے اور اس بیت المال کے ذریعے انہیں اس طرح تحفظِ معاش کی ضمانت دے۔ تاکہ کسی کو اپنے برے وقت کے لیے کچھ جمع کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ اور وہ فراخدلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ زکوٰۃ کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو مال کی محبت سے پاک کر دیا جائے۔ تاکہ ان میں ماسوا اللہ اور کسی چیز سے محبت باقی نہ رہے۔ پس زکوٰۃ اور صدقات دونوں ہی یکساں واجب الادا ہیں۔ مگر زکوٰۃ قانونی اعتبار سے اور صدقات اختیاری طور پر واجب الادا ہیں۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب حضرات سے لی جاتی ہے۔ اور صدقہ ہر شخص دے سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المال کی برکات:

(۱) مقامی بیت المال سے ایک طرف کاروباری حضرات بآسانی بلاسود قرض لے سکیں گے جس کے لیے انہیں آسان اور طویل المیعاد اقساط میں واپس کر دینے کی سہولت دی جائے گی۔ اس طرح اشیائے ضروریات بازار میں کم پیداواری لاگت کی وجہ سے ارزاں نرخوں پر دستیاب ہوں گی اور دوسری طرف بیت المال کی پشت پناہی سے صارفین کی قوتِ خرید بڑھے گی۔ اس طرح طلب اور رسد دونوں میں اضافہ بھی ہوگا اور ان میں توازن بھی پیدا ہوگا۔ اس طرح کاروبار خوب چمکے گا۔

(۲) ایک طرف انڈوں۔ گوشت۔ دودھ۔ گھی سبزیوں اور پھلوں اور ان کی مصنوعات کی مانگ میں اضافہ ہوگا جس سے صنعت اور زراعت میں خوب ترقی ہوگی اور دوسری طرف جب ہر فرد معاشرہ کو متوازن غذا میسر آئے گی تو ایک صحتمند اور توانا قوم وجود میں آئے گی۔ جو اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کے قابل ہوگی۔

(۳) تحفظ معاش اور تحفظِ روزگار کی مکمل ضمانت سے جب ہر فرد معاشرہ خوف وغم سے آزاد ہوگا۔ تو ان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو جلا ملے گی اور وہ انسانیت کی بہتر انداز میں خدمت کر سکیں گے۔

(۴) حکومت کے پاس اتنی وافر رقم جمع ہوگی۔ جس سے وہ خاطر خواہ بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے تیار کر کے ان کو بآسانی پایہ تکمیل تک پہنچا سکے گی۔ علاوہ ازیں اس طرح بے روزگاری پر بھی قابو پایا جا سکے گا۔

(۵) جب ہر خاندان کو ضرورت کے مطابق آمدنی کے مواقع پیدا ہوں گے۔ تو اخلاقی اور قانونی جرائم میں نمایاں کمی ہو جائے گی۔

(۶) مرجبہ انشورنس جس کے لیے لوگ بڑی بڑی قسطیں ادا کرنے پر بخوشی آمادہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ صرف دنیا میں برے وقت کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے۔ مگر بیت المال کا قیام اس سے ہزار درجے بہتر ہے کیونکہ جس سے دنیا و آخرت دونوں جگہ ہر نوع کی مصیبت سے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔

(۷) دولت اگر جیب میں ہو تو اس سے ہوسِ زر پیدا ہوتی ہے۔ جو دلوں میں بے چینی اور اضطراب کا باعث بنتی ہے اور اگر یہ بیت المال میں ہو تو یہ خوف و غم سے نجات دیتی ہے۔

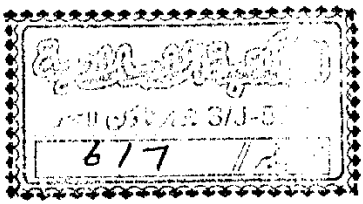

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام العصر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی شہرۂ آفاق تصانیف

- اسلام کا نظامِ حیات
- اسلام کا نظامِ معاشرت
- اسلام اور عدلِ اجتماعی
- تنقیحات
- اسلام کا نظریۂ سیاسی
- تفہیمات
- پردہ
- خطبات
- سود

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۶۔ کورٹ سٹریٹ، لوئر مال، لاہور (پاکستان) فون: 042-7248676